سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2018

بدھ،5۔دسمبر2018

(یوم الاربعاء،26۔ربیع الاوّل1440ھ)

سترہویں اسمبلی: پانچواں اجلاس

جلد 5 : شمارہ 3

147

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 5۔دسمبر 2018

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

خوراک وزراعت پر بحث

ایک وزیر خوراک وزراعت پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

149

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

بدھ، 5-دسمبر 2018

(یوم الاربعاء، 26-ربیع الاوّل 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر 12 بج کر 43 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار دوست محمد مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ
اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ﴿۷﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾

سورة المُزمّل آیات 1 تا 9

اے (محمدؐ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو (1) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات (2) (قیام) آدھی رات (کیا کرو) (3) یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (4) ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (5) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے (6) دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں (7) تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ (8) (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ (9)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تو شاہ خوباں تو جانے جاناں ہے چہرہ اُم الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی مثال تیری جواب تیرا
تو سب سے اوّل تو سب سے آخر ملا ہے حسن دوام تجھ کو
ہے عمر لاکھوں برس کی تیری مگر ہے تازہ شباب تیرا
میں تیرے حُسنِ بیاں کے صدقے میں تیری میٹھی زباں کے صدقے
برنگ خوشبو رُتوں میں اُترا ہے کتنا دلکش خطاب تیرا
ہے تو بھی صائم عجیب انساں جو خوف محشر سے ہے ہراساں
ارے تُو جن کی ہے نعتیں پڑھتا وہی تو لیں گے حساب تیرا

جناب ڈپٹی سپیکر:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, point of order.

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, point of order. We welcome the Canadian delegation here in the visitors Lobby. Now, we start with the Question Hour.

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،No, point of order.میں نے کہہ دیا ہےplease be seated Question hourکے وقتno, point of order. Please sit down.

سوالات

(محکمہ جات ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر:آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔اب ہم سوال take upکرتے ہیں۔پہلا سوال جناب محمد معاویہ کا ہے۔

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں۔Please be seated.آپ کو ایک مرتبہ کہہ دیا ہے۔Please be seated.

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر لئے بغیر نہیں بیٹھوں گا۔

MR DEPUTY SPEAKER: I can't give you the mic, please be seated.

جناب محمد اشرف رسول:جناب سپیکر![***]ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میں آپ کے الفاظ کوexpungeکرتا ہوں۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! آپ expunge نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس آپشنز open ہیں۔

I can use my options. Please sit down.

MR MUHAMMAD ASHRAF RASOOL: Mr Speaker! I will not sit.

MR DEPUTY SPEAKER: Please sit down.

جناب محمد اشرف رسول: آپ میرا پوائنٹ آف آرڈر سنیں گے تب بیٹھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! میں نہیں سنوں گا۔ جی، جناب محمد معاویہ!

جناب محمد معاویہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے اگست کے دوسرے حصے میں یہ سوال کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں یونیورسٹی آف جھنگ قائم کی گئی ہے اور اس کا دوسرا جزیہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معاویہ صاحب! سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد معاویہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 40 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی آف جھنگ کے لئے مختص کردہ فنڈز کا کسی دوسری مد میں استعمال کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*40: جناب محمد معاویہ: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں یونیورسٹی آف جھنگ قائم کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کو فنڈز بھی جاری ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے مختص فنڈز کسی اور مد میں خرچ کر دیئے گئے ہیں اس لئے یونیورسٹی فنکشنل نہ ہو سکی؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونیورسٹی کو اپنی بلڈنگ میں فنکشنل کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائرایجوکیشن وسیاحت(جناب یاسر ہمایوں):

(الف) ہاں!یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں یونیورسٹی آف جھنگ کا قیام عمل میں لایا گیااور اس کا ایکٹ مورخہ 2015-06-16 کو پنجاب اسمبلی سے منظور ہوا۔

(ب) مذکورہ یونیورسٹی کو مبلغ 163.780 ملین روپے برائے سال 18-2017 میں فراہم کئے گئے تھے جو کہ کمشنر فیصل آباد کے SDA میں ٹرانسفر کر دیئے گئے تھے۔

(ج) یہ درست نہ ہے تاہم مذکورہ یونیورسٹی کی کلاسز کے عارضی اجراء کے لئے گورنمنٹ غزالی ڈگری کالج جھنگ کو منتخب کیا گیا تھا جس میں سال 2017 سے کلاسز کا اجراء کیا جانا تھا لیکن فنڈز کی بروقت دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے اجراء نہ ہو سکا۔اب مختص شدہ فنڈز میں سے 3.757 ملین کا R&M کا کام گورنمنٹ غزالی ڈگری کالج جھنگ اور گورنمنٹ کالج آف کامرس جھنگ کے ہاسٹل میں ہو رہا ہے اور 34.790 ملین کی رقم سے گاڑیاں، سٹیشنری اور دیگر مشینری خریدنے کا عمل بھی جاری ہے۔

(د) مذکورہ یونیورسٹی کے لئے 2286 کنال 7 مرلہ قطعہ اراضی ہائرایجوکیشن کے نام منتقل ہو چکا ہے تاہم یونیورسٹی کی عمارت کی تعمیر کے لئے کم از کم 5-ارب روپے اور تین سال کا عرصہ درکار ہے اس لئے اگر رقم فراہم ہو گئی تو تین سال کے بعد یونیورسٹی اپنی عمارت میں منتقل ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد معاویہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 40 ہے اور میں نے یہ سوال ہائر ایجوکیشن کے ذمہ داران سے کیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ ضلع جھنگ میں یونیورسٹی آف جھنگ قائم کی گئی ہے؟ (ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کو فنڈز بھی جاری ہو چکے ہیں؟ (ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے مختص فنڈز کسی اور مد میں خرچ کر دیئے گئے ہیں اس لئے یونیورسٹی فنکشنل نہ ہو سکی؟ اس کے ساتھ میں نے مزید لکھا ہے کہ اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ یونیورسٹی کو اپنی بلڈنگ میں فنکشنل کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

جناب سپیکر! میں نے یہ سوال جس وقت داخل کروایا تھا اس وقت تک جو پہلی حکومت تھی اس کی طرف سے یونیورسٹی آف جھنگ کے لئے جو فنڈز دیئے گئے تھے اس حوالے سے کچھ چیزیں تشویش ناک تھیں جن کا میں نے اپنے سوال کے اندر ذکر کیا اور جواب کے اندر بتا دیا گیا کہ ہماری یونیورسٹی آف جھنگ کے حوالے سے جو فنڈز تھے وہ یونیورسٹی آف جھنگ پر لگانے کی بجائے مختلف جگہوں پر خرچ کر دیئے گئے جس کا بہر حال مجھے افسوس ہے لیکن اس وقت جو ہماری یونیورسٹی آف جھنگ کی صورتحال ہے وہ کسی درجہ میں اس لحاظ سے تو حوصلہ افزا ہے کہ موجودہ حکومت نے وہاں پر باقاعدہ VC صاحب کو nominate کیا اور انہوں نے joining بھی کر لی ہے۔ یہ ہمارے لئے ایک اچھی اور حوصلہ افزا خبر ہے لیکن اس کے ساتھ اس حوالے سے ہمیں جو فوری مسئلہ درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے پاس VC صاحب تو تشریف لے آئے لیکن چوکیدار سے لے کر پڑھنے پڑھانے والوں تک ہمارے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے اور یہاں پر محترم وزیر تعلیم موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس کو آگے بڑھانے کے لئے کم از کم اتنے فنڈز ضرور جاری کریں تاکہ VC صاحب کے آنے کے بعد وہاں اپنی کلاسوں کا کم از کم آغاز کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جب ہم نے یونیورسٹی کا چارٹر دیا تھا تو بڑا clear کیا تھا کہ اس سال ADP میں کوئی بھی نیا پراجیکٹ شروع کرنے کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اور next academic year سے جو next fiscal Budget آئے گا اس میں ہم ان کے پیسے مختص کر دیں گے اور وہاں کا جو لوکل سٹاف تھا انہوں نے کہا تھا کہ already کالج موجود ہے جہاں پر اس سال تو گزارہ کر سکتے ہیں۔ ان کی پہلی ڈیمانڈ یہ تھی کہ VC مقرر کیا جائے تاکہ process شروع ہو سکے. and process has already been started انشاءاللہ next fiscal year سے اس کے لئے باقاعدہ allocation شروع ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد معاویہ! اگلا ضمنی سوال؟

جناب محمد معاویہ: جناب سپیکر! میں اتنا دوبارہ عرض کرنا چاہوں گا کہ VC صاحب کو appoint کیا گیا ہے میں اس پر شکر گزار ہوں لیکن اس میں مسئلہ یہ ہے کہ VC صاحب کے آنے کے بعد جو کلاسیں شروع کرنے کا مرحلہ تھا وہ صرف آنے سے پورا نہیں ہوتا جب تک ہمیں فنڈز

نہ ملیں۔جب تک VC صاحب باقاعدہ کلاسوں میں داخلے نہ کریں اور عملہ بھرتی نہ ہو تو اس وقت تک ہمارا وہاں پر کام نہیں چل سکتا تو بجائے اس کے کہ VC صاحب وہاں پر آ جائیں اور وہ حکومت کے خزانہ سے سوائے اپنی تنخواہ لینے کے اور کوئی کام نہ کر سکیں۔اچھا ہے کہ syndicate مکمل ہو چکی ہے اس میں کرنل غضنفر بھی ہیں ، میں بھی syndicate میں ہوں اور ہماری ایک محترمہ ساجدہ بیگم یہاں پر موجود ہیں وہ بھی اس میں شامل ہیں تو انشاء اللہ ہم بھی عنقریب syndicate کی ایک میٹنگ کریں گے اس میں ہمیں فوری طور پر فنڈز چاہیئے ہوں گے تاکہ ہماری کلاسوں کا باقاعدہ آغاز ہو سکے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! تعلیمی سال باقاعدہ اگست میں شروع ہوتا ہے اور مئی جون میں ختم ہوتا ہے۔اب کلاسیں تو ابھی شروع ہو نہیں سکتیں we are right in the middle of the year یہ اپنا homework complete کر لیں اور ہم نے planning اس طرح کی ہوئی ہے کہ ان کی کلاسز شروع ہونے سے پہلے انشاء اللہ ان کو فنڈز مل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔جناب محمد معاویہ! مزید کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد معاویہ: جناب سپیکر! امید ہے کہ ہم اس کو آگے لے کر چلیں گے بہت شکریہ۔مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال نمبر 58 جناب نصیر احمد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری اشرف علی کا ہے۔جی، چودھری اشرف علی!

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! شکریہ۔سوال نمبر 285 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ میں سپیشل ایجوکیشن کے سکولز اور کرائے کی عمارتوں سے متعلقہ تفصیلات

*285: چودھری اشرف علی: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کی چاروں تحصیلوں میں قائم 11 میں سے 9 سپیشل ایجوکیشن کے سکولز کرائے کی عمارتوں میں قائم ہیں یہ کون کون سے سکولز ہیں اور کہاں کہاں قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولز کی عمارتیں کرائے کی ہونے کی وجہ سے ان میں سہولیات کا شدید فقدان ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولز میں کلاس رومز تنگ و تاریک ہیں اور کھیلوں کے گراؤنڈز بھی موجود نہیں ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکولز میں سہولیات کے فقدان کی وجہ سے طلباء و طالبات کو گرمی اور سردی کے موسم میں شدید مشکلات کا سامنا رہتا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اس ضمن میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق):

(الف) گوجرانوالہ کی چاروں تحصیلوں میں قائم سکولز کی تعداد 14 ہے جس میں سے دس سکولز کرائے کی عمارتوں میں اور چار سکولز اپنی عمارتوں میں قائم ہیں۔ یہ جو جو سکولز ہیں اور جہاں جہاں قائم کئے گئے ہیں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکولز کی عمارتیں کرائے کی ہونے کی وجہ سے ان میں سہولیات کا فقدان ہے کیونکہ کرائے کی عمارتیں disable friendly نہیں ہیں جبکہ جو عمارتیں گورنمنٹ کی اپنی زمین پر تعمیر ہیں وہ disable friendly ہیں ان میں سہولیات کا فقدان نہیں ہے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکولز کی عمارتوں میں پانی، بجلی، فرنیچر، ہوادار کمرے اور بیت الخلاء وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں۔ کرائے کی کچھ عمارتوں میں کھیل کے میدان بھی موجود ہیں جبکہ سکولز کی سرکاری عمارتوں میں کھیل کے میدان موجود ہیں۔

(د) سکولز کی عمارتوں میں ہر موسم کے مطابق سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ ہر کلاس روم میں پنکھے موجود ہیں نیز لوڈشیڈنگ کی صورت میں جنریٹر کی بھی سہولت میسر ہے۔ مزید برآں سردیوں میں ہیٹرز کی سہولیات میسر ہیں۔

(ہ) سکولز کی اپنی زمین کے حصول کے لئے محکمہ کوشاں ہے جیسے ہی زمین میسر ہو گی تو محکمہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سکولز کی اپنی عمارتوں کی تعمیر کے لئے سکیمیں منظور کروائے گا اور سرکاری عمارتوں کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ سال 19-2018 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر کامونکی کی تعمیر کی سکیم شامل

کر دی گئی ہے۔ مزید برآں گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر نوشہرہ ورکاں کی سرکاری عمارت 79.518 ملین روپے سے تعمیر کی جا رہی ہے جو کہ آخری مراحل میں ہے۔ اس کے علاوہ کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن نے میونسپل کارپوریشن کی غیر استعمال شدہ بلڈنگ گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر برائے ذہنی معذور چلڈرن گوجرانوالہ کے لئے مہیا کی ہے جس کی ضروری مرمت کے بعد سکول وہاں منتقل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! جز(الف) کا جو جواب ہے اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ گوجرانوالہ کی چاروں تحصیلوں میں قائم سکولز کی تعداد 14 ہے جس میں سے دس سکولز کرائے کی عمارتوں میں اور چار سکولز اپنی عمارتوں میں قائم ہیں اور پھر جز(ب) میں محکمہ نے یہ بات concede کی ہے کہ مذکورہ سکولز کی عمارتیں کرائے کی ہونے کی وجہ سے ان میں سہولیات کا فقدان ہے کیونکہ کرائے کی عمارتیں disable friendly نہیں ہیں تو جب محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ کرائے کی عمارتیں ہیں وہ disable friendly نہیں ہیں، سپیشل ایجوکیشن بلکہ اس ایجوکیشن کا تو مقصد ہی یہی ہے کہ جو معاشرے کے افراد ہیں ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے معاشرے کا کارآمد فرد بنایا جائے۔ جب محکمہ اس بات سے آگاہ ہے تو پھر اب تک محکمہ نے سکول کی اپنی عمارتیں تعمیر نہ کی ہیں تو اسے محکمہ کی بے حسی کہا جائے، نااہلی کہا جائے یا غفلت اور لاپروائی کہا جائے؟

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ جہاں تک میری انفارمیشن ہے ان کے لئے اب لفظ special person use کیا جاتا ہے اور disable کا لفظ use نہیں کیا جاتا۔ اب محکمہ تعلیم کا یہ حال ہے تو یہ وضاحت فرما دیں کہ کب تک یہ سکول تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ موصوف اپنی بات کو دوسرے سوال کے ساتھ mix کر گئے ہیں چونکہ پہلے سوال میں clear تھا کہ سکولز کی تعداد 14 ہے لیکن انہوں نے mix کیا ہے کہ سہولیات کا فقدان ہے۔ ہماری گورنمنٹ کو آئے ہوئے ابھی تین ماہ بھی پورے نہیں ہوئے۔ ہم بڑی speed سے اس پر working کر رہے ہیں یہ سکول already پچھلے دس سالوں سے اسی طرح

rented buildings میں چل رہے ہیں چونکہ بچوں کی تعداد بہت کم ہے۔ سپیشل بچوں کی تعداد کسی جگہ 100 ہے کسی جگہ 50 ہے اور کسی جگہ 70 ہے اس لئے ان کے لئے فوراً مکمل بلڈنگ نہیں بنائی جا سکتی پھر بھی ہماری گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے اور جو سکول rented buildings میں ہیں انشاء اللہ اگلے مالی سال میں ہم ان میں بہتری لا سکیں گے اور جو بلڈنگز بنا سکے وہ ضرور بنائیں گے اور ہم نے already یہ سکیمیں دی بھی ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری اشرف علی!

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ سپیشل بچوں کی تعداد بہت کم ہے اس لئے ہم نئی بلڈنگز نہیں بنا سکتے۔ پھر یہ صاف صاف بتا دیں چونکہ یہ جز(ہ) میں فرما رہے ہیں کہ سکول کی اپنی زمین کے حصول کے لئے محکمہ کوشاں ہے۔ اگر ان کا مقصد ہی نہیں ہے اور یہ justify بھی کر رہے ہیں تو پھر یہ کس کے لئے کوشاں ہیں؟ ان کے جواب میں contradiction ہے لہٰذا یہ correction کر دیں کہ کیا یہ بلڈنگ بنانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر بنانا چاہتے ہیں تو پھر کوئی time period بھی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! معزز ممبر time period پوچھ رہے ہیں۔

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! ہماری گورنمنٹ کا جو tenure ہے ہم اس میں maximum بلڈنگز بنائیں گے لیکن وہاں بنائیں گے جہاں بچوں کی تعداد زیادہ ہے، rented بلڈنگز میں بہت تھوڑے بچے ہیں اس لئے اتنی بڑی بلڈنگ ان کے لئے useful نہیں ہے۔ انشاء اللہ ہم اپنی گورنمنٹ کے tenure میں maximum سنٹرز بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، چودھری اشرف علی!

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں پر بچوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں بلڈنگز بنائی جائیں گی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو چار سکول already چل رہے ہیں جہاں پر سرکاری بلڈنگز ہیں ان میں بچوں کی تعداد کتنی ہے اور زیادہ تعداد سے مراد بچوں کی کتنی تعداد ہے؟

جناب سپیکر! جواب کے جز(ہ) میں فرمایا گیا ہے کہ سال 2018-19 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر کامونکی کی تعمیر کی سکیم شامل کر دی گئی ہے لہٰذا

وزیر صاحب یہ بھی فرمادیں کہ جو سکیم شامل کی گئی ہے یہ کس بنیاد پر شامل کی گئی ہے اور وہاں پر کتنے بچے زیر تعلیم ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے۔ اگر fresh question دے دیں تو معزز ممبر کو پوری تفصیل دے دیں گے۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں دیا ہوا ہے کہ کامونکی سکول کی سکیم ADP میں شامل کی گئی ہے لہٰذا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ سکیم کس معیار کے تحت شامل کی ہے اور وہاں کتنے بچے پڑھتے ہیں تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ کتنے بچے ہوں گے تو آپ سکول کی سرکاری بلڈنگ تعمیر کروا سکتے ہیں پھر ہم وہاں پر اتنے بچے لائیں گے۔

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! اس کے لئے پوری تفصیل چاہئے اس لئے یہ fresh question بنتا ہے یا پھر معزز ممبر ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو ہم ان کو کامونکی سکول کی سکیم کی تفصیل دے دیں گے۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جو جواب دے رہے ہیں میرا ضمنی سوال اسی سے related ہے۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ 2018-19 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر کامونکی کی تعمیر کی سکیم شامل کر دی گئی ہے اس لئے میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ کس معیار کے تحت شامل کی گئی ہے اور اس سنٹر میں کتنے بچے زیر تعلیم ہیں اور جو سکیمیں شامل نہیں کی گئیں وہاں کتنے کتنے بچے زیر تعلیم ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! یہاں سٹوڈنٹس کی تعداد 171 ہے اگر معزز ممبر کو پوری تفصیل چاہئے تو ہم انہیں آج کے اجلاس کے بعد پوری feasibility دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ بتا دیتا ہوں کہ اس سنٹر میں سٹوڈنٹس کی تعداد 171 ہے جن کے لئے یہ سکول تعمیر کیا جا رہا ہے اور یہ ongoing سکیم ہے انشاء اللہ اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! وزیر صاحب ذرا یہ بتادیں کہ۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ مطمئن نہیں ہوئے تو منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس حوالے سے بات کر لیں۔ انہوں نے کتنی مرتبہ وضاحت کر دی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔
چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ تو بتادیں کہ سپیشل بچوں کے لئے۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے یہی عرض کر رہا ہوں کہ:

You can sit with the minister and you can discuss about your question.

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بچوں کی تعداد تو بتادیں؟
جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے بتادیا ہے۔ منسٹر صاحب! Repeat it.
وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! کامونکی میں جو سنٹر تعمیر ہو رہا ہے یہ ongoing سکیم ہے اور اس میں طلباء کی تعداد 171 ہے۔ اگر معزز ممبر کو اس کی مکمل تفصیل چاہئے جس میں ساری feasibility اور ساری لاگت ہے تو انہیں مہیا کر دیں گے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر کو detail provide کر دیں۔
وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ سعدیہ سہیل رانا کا ہے۔ جی، محترمہ!
محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 358 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کامرس کالج سمن آباد
کرائے کی بلڈنگ میں ہونے سے متعلقہ تفصیلات

*358: محترمہ سعدیہ سہیل رانا: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کامرس کالج سمن آباد لاہور ایک عرصہ سے lower طبقہ کو سستی، معیاری اور ٹیکنیکل تعلیم فراہم کر رہا ہے اور ہر سال کئی سٹوڈنٹس ٹیکنیکل تعلیم سے مستفید ہو کر سرکاری و پرائیویٹ اداروں میں روزگار حاصل کر رہے ہیں؟

(ب) یہ ادارہ کب معرض وجود میں آیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تعلیمی ادارہ ابھی تک کرائے کی بلڈنگ میں سٹوڈنٹس کو تعلیم فراہم کر رہا ہے جس کی وجہ سے اس ادارے کو کئی بار rented building میں شفٹ کیا گیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکرہ بالا ادارے کے لئے سرکاری اراضی خرید کر کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) جی ہاں! یہ ادارہ تمام طبقات کے بچوں کو سستی، معیاری تعلیم (انٹر اور ڈگری ان کامرس لیول) کی تعلیم فراہم کر رہا ہے اور ہر سال کئی طلباء وطالبات اس تعلیم سے استفادہ کرنے کے بعد سرکاری اور پرائیویٹ اداروں میں نمایاں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(ب) یہ ادارہ 1986-08-06 کو قائم ہوا۔

(ج) یہ درست ہے کہ یہ ادارہ 1986-08-06 سے کرائے کی بلڈنگ میں ہی تعلیم فراہم کر رہا ہے اور اسے طلباء کی ضروریات کے مطابق مختلف rented buildings میں شفٹ کیا گیا۔

(د) ہائر ایجوکیشن اس سلسلہ میں ضروری اقدامات کر رہا ہے۔ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کامرس کالجز میں revamping کر رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز (د) میں ہے کہ ہائر ایجوکیشن اس سلسلہ میں ضروری اقدامات کر رہا ہے۔ ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو کامرس کالجز میں revamping کر رہی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کمیٹی میں کون لوگ شامل ہیں اور اس میں ابھی تک جو ضروری اقدامات کئے گئے ہیں وہ بھی بیان کر دیں اور جو کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ بھی بیان کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! کامرس کالج کا concept تو obsolete ہو گیا ہے اور ہم نے academician کی ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں، مختلف اکیڈمیوں سے دو تین ایکسپرٹس ہیں، سیکرٹری ہائر ایجوکیشن

ہیں اور میں بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں۔ ہم اس میں کیمونٹی کالجزکا concept introduce کر رہے ہیں جو سٹوڈنٹس کو ایسی ایجوکیشن دے گا جو دو سال کے بعد directly job market میں آسکیں یا پھر وہ continue کرنا چاہیں تو affiliated ہو گا۔ ہم اس پر ایک جامع پالیسی بنا رہے ہیں۔اس مالی سال میں کوئی نیا brick and mortar کا کام نہیں کر رہے۔ انشاء اللہ اگلے مالی سال میں we will come up with complete proposals کہ ان کا کیا کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے اس سوال میں ایک خاص کالج کے حوالے سے بات کی ہے چونکہ وہ کالج اب تک rented building میں ہے۔ایک سوال یہ بھی ہے کہ اس کالج کو کب تک اپنی بلڈنگ مل جائے گی یا وہ rented building میں ہی رہے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! یہ سوال specific کالج سے related ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم جامع پالیسی بنا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کالج جو تعلیم دے رہا ہے اس type کی تعلیم کی ضرورت ہی نہ رہے اور ہمیں اسے revamp کرنا پڑے اور اس کا structure change کرنا پڑے اس لئے ہم اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے کہ اس rented building میں اس ادارے کو چلتے رہنا چاہئے یا انہیں review کرنے کی ضرورت ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب time frame دے دیں تو بہتر ہو گا اور ہمیں بھی پتا ہو گا کہ اتنے ٹائم تک اس پر فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! kindly کوئی time frame دے دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! ہم اس مالی سال میں تو کوئی نیا structure نہیں بنا رہے۔ ہم اسے اگلے سال کی ADP میں شامل کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ on the floor of the House یہ commitment کر رہے ہیں لہٰذا اس چیز کو دیکھ لیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! جواب کے جز(د) میں کہا گیا ہے کہ ہائر ایجوکیشن اس سلسلے میں ضروری اقدامات کر رہا ہے میری استدعا ہے کہ وزیر موصوف ایوان کو اعتماد میں لیں گے کہ وہ اقدامات کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن ایک جامع پالیسی بنا رہا ہے جس میں کوئی حکومتی ممبران نہیں بلکہ academia کے لوگ ہیں جو اس پر کام کر رہے ہیں جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، ڈاکٹر عطاء الرحمٰن اور ڈاکٹر عارف بٹ بھی شامل ہیں۔ اگر محترمہ اس کے exact name چاہتی ہیں تو انہیں دیئے جا سکتے ہیں کہ اس کمیٹی میں کون لوگ ہیں۔ اس کمیٹی میں بڑے معزز ممبر موجود ہیں۔ ہم نے اپنے سو دنوں کے بعد ایک complete road map شائع کر دیا ہے جو کچھ دنوں میں available ہو گا اور معزز ممبران کے لئے بھی available ہو گا۔ اس road map میں کیا چیزیں ہو رہی ہیں اس کی کافی لمبی detail ہے وہ ہم انہیں مہیا کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب نصیر احمد کا ہے۔

چوہدری محمد اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 60 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں یکساں تعلیمی نصاب پر عملدرآمد کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*60: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا صوبہ میں یکساں تعلیمی نصاب کے لئے کوئی پروگرام عملی طور پر چل رہا ہے تو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس حوالے سے کوئی قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد نصاب سازی کی ذمہ داری صوبوں کو تفویض کر دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے 2015 میں "پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ ایکٹ" جاری کیا۔ مذکورہ ایکٹ کے نتیجے میں حکومت پنجاب نے "پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ (PCTB)" کا ادارہ تشکیل دیا جس کا بنیادی فنکشن نصاب سازی، درسی کتب کی تیاری و فراہمی اور ان سے متعلقہ حکومتی پالیسیوں پر عملدرآمد کرنا ہے۔ پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ نے 2017 میں، مروّجہ طریق کار کے مطابق تمام فریقین کی مشاورت سے "سکیم آف سٹڈیز" جاری کی، جو صوبہ پنجاب کے تمام طلباء کے لئے ابتدائے بچپن کی تعلیم سے لے کر انٹرمیڈیٹ کی سطح تک کے تمام لازمی و اختیاری مضامین اور گروپس کا تعین کرتی ہے۔ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری سکولوں میں، محکمہ سکولز ایجوکیشن، حکومت پنجاب کے منظور شدہ نصاب اور درسی کتب کے مطابق تدریس کا عمل جاری ہے لیکن صوبے کے مختلف پرائیویٹ سکولوں اور دینی مدارس میں حکومت پنجاب کا منظور شدہ نصاب اور اس پر تیار کردہ درسی کتب کی تدریس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا یکساں نصاب کی اہمیت مسلّمہ ہے اور اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں لیکن صوبہ پنجاب کے تمام پرائیویٹ سکولوں اور دینی مدارس کے طلباء کو یکساں نصاب کی تدریس کے لئے حکومتی سطح پر فی الحال کوئی پالیسی وضع نہیں کی گئی۔ معاشرے کے مختلف طبقات میں موجود فاصلوں میں کمی، محرومیوں کے خاتمے اور ایک متحد و مضبوط قوم کے لئے یکساں نصاب کی پالیسی مرتب کرنا نہایت ضروری ہے لہٰذا موجودہ حکومت کا مشن ہے کہ صوبہ بھر کے تمام طلباء کے لئے یکساں تعلیمی نصاب کے نفاذ کے لئے نہ صرف ایک جامع پالیسی وضع کی جائے بلکہ اس پر عملدرآمد کو بھی یقینی بنایا جائے۔

(ب) اس مقصد کے حصول کے لئے حکومتی سطح پر تمام متعلقہ فریقین (Stakeholders) یعنی پرائیویٹ سکولوں کے عہدہ داران و مالکان اور دینی مدارس کے علماکرام وغیرہ کی مشاورت ورائے سے، یکساں تعلیمی نصاب کے نفاذ کی پالیسی وضع کی جائے گی۔ یکساں تعلیمی نصاب کے نفاذ کی پالیسی پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ایوان میں قانون سازی کے بعد محکمہ سکولز ایجوکیشن ضروری کارروائی عمل میں لائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ سکولوں میں کس طرح یکساں تعلیمی نصاب پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ آخری لائن میں لکھا ہے کہ لہٰذا موجودہ حکومت کا mission ہے کہ صوبہ بھر کے تمام طلباء کے لئے یکساں تعلیمی نصاب کے نفاذ کے لئے نہ صرف ایک جامع پالیسی وضع کی جائے گی بلکہ اس پر عملدرآمد بھی یقینی بنایا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اتنا اچھا مشن کب تک پورا ہونے کا امکان ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے کہ within one and a half year یعنی مارچ 2020 تک اس کام کو مکمل کر لیں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ August 2019 تک curriculum والا کام ختم کر لیں کیونکہ یہ مکمل ہونے کے بعد نصاب کی کتابیں print ہونے کے لئے جائیں گی اور اس میں بھی وقت لگے گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! معزز وزیر مہربانی کر کے explain کر دیں کہ کیا سرکاری سکولوں کے curriculum میں کوئی disparity ہے، کیا ایسا ہے کہ کچھ سکولوں میں ایک نصاب اور کچھ سکولوں میں کوئی دوسرا نصاب پڑھایا جا رہا ہے، کیا حکومت کے زیر انتظام چلنے والے مدارس اور سکولوں کے نصاب میں کوئی فرق ہے؟

MR DEPUTY SPEAKER: Very good question.

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! آپ بھی ملک محمد احمد خان کی تعریف کر رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اس وقت curriculum کے اندر کچھ problems ہیں کہ اس کو critical thinking or analysis پر نہیں بنایا گیا۔ اس میں ہر چیز رٹے کے سسٹم کے تحت چل رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کے اندر ایسی تبدیلیاں لائی جائیں کہ جس سے بچوں کے اندر creativity لائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم مدارس کو بھی on board لینا چاہتے ہیں تاکہ سب stakeholders کی مشاورت سے ایک curriculum تشکیل پا سکے۔ اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ پرائیویٹ سکولوں میں بھی یہی curriculum نافذ کیا جائے گا۔ اس وقت گورنمنٹ سکولوں میں الگ سسٹم ہے، مدارس میں مختلف اور پرائیویٹ سکولوں میں علیحدہ curriculum ہے۔ We have to take everybody on board.

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ایک uniform system نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! absolutely ہم ایک uniform system اور curriculum نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا واقعی آپ ایسا کرنے لگے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! اس پر کام شروع ہو چکا ہے اور ہم یہ کام سب کو on board لے کر کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت جو سسٹم چل رہا ہے ہم اس کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! یہاں جواب کے جز (الف) میں دیئے گئے initiatives کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ 2015 میں PCTB کا ادارہ تشکیل دیا گیا اور 2017 میں Scheme of Studies جاری کی گئی لیکن میرا یہ خیال ہے کہ یہاں یکساں تعلیمی نصاب کے حوالے سے بہت زیادہ سیاست ہوتی رہی ہے۔ موجودہ حکومت نے اپنے 100 دنوں کے ایجنڈے میں بھی یکساں تعلیمی نصاب کو شامل کیا ہے لیکن عملی طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کیا گیا اور یہاں جواب میں اس بابت کسی بھی initiative کا ذکر نہیں کیا گیا۔ جب آپ نے اپنے 100 دنوں کے ایجنڈے میں یکساں تعلیمی نصاب کو prioritize کر لیا تھا تو پھر اس بارے میں اب تک ایک بھی initiative کیوں نہیں لے سکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ 100 دنوں میں curriculum change کر دیں گے بلکہ ہم نے کہا تھا کہ اس کے اُوپر کام شروع ہو گا اور واقعی کام شروع ہو چکا ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ 100 دنوں میں نیا curriculum لائیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے تو آج آپ کو time period بتا دیا ہے کہ اس میں کتنا وقت لگے گا اور اس پر کب implementation ہو گی۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے on the floor of the House کہا ہے کہ یکساں تعلیمی نصاب کے حوالے سے کام شروع ہو چکا ہے۔ میں بھی یہی جاننا چاہتی ہوں کہ یہ کس مرحلے میں ہے اور اب تک اس بارے میں کیا initiatives لئے جا چکے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس حوالے سے محترمہ کو ایک time frame بتا دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں نے time frame دے دیا ہے کہ ہم مارچ 2020 تک اس کام کو مکمل کر لیں گے۔ اس بابت ایک کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کمیٹی میں مزید لوگوں کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کمیٹی کے کتنے ممبرز ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! اس کمیٹی کے سات یا آٹھ ممبرز ہیں اور میں دو مزید ممبران کو شامل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یکساں تعلیمی نصاب کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور اس کی میٹنگز بھی ہو رہی ہیں۔ اس کمیٹی میں ہم نے نہ صرف پنجاب بلکہ صوبہ سندھ اور خیبر پختونخوا کے ماہرین تعلیم کو بھی شامل کیا ہے۔ At the end of the day یہ نظام پورے ملک میں نافذ ہونا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سب سے پہلے صوبہ پنجاب میں اس پر عملدرآمد کیا جائے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس میں کوئی loopholes نہ رہیں۔ ہم تمام stakeholders کی آراء اور ideas لے کر ایک نصاب بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں appreciate کرتا ہوں کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! سوال میں کہا گیا ہے کہ مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے لہٰذا یہاں ایوان میں تفصیل مہیا کی جانی چاہئے تھی اور منسٹر صاحب کو ہمارے ساتھ کچھ تو انفارمیشن share کرنی چاہئے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے آپ کو تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ:

> "کیا صوبہ میں یکساں تعلیمی نصاب کے لئے کوئی عملی پروگرام چل رہا ہے تو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے۔"

جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ اس حوالے سے کمیٹی تشکیل دی جا چکی ہے اور working ہو رہی ہے۔ بہت اچھی بات ہے لیکن یہاں ایوان میں جو printed جواب دیا گیا ہے اس میں بھی اس تفصیل کو شامل کرنا چاہئے تھا جو کہ ابھی وزیر صاحب نے بیان فرمائی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! اگر ہم کمیٹی میں ہونے والے کام کو ابھی سے پبلک کر دیں گے یا اسمبلی میں بتا دیں گے تو پھر مختلف اطراف سے ideas آنا شروع ہو جائیں گے۔ جب ایک draft تیار ہو جائے گا تو پھر اسے سب کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اس draft میں معزز ممبران حزب اختلاف یا حزب اقتدار کمی بیشی کر سکیں گے اور معزز ممبران کے point of views لینے کے بعد ہی اس draft کو final کیا جائے گا۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے draft کے حوالے سے بات کی ہے تو مہربانی کر کے یہ بھی بتا دیں کہ یہ draft کب تک تیار ہو جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ .We are working on it اور جب یہ draft تیار ہو جائے گا تو وہ اس معزز ایوان سے share کریں گے۔ منسٹر صاحب نے ایک واضح جواب دے دیا ہے۔ .I think you should be satisfied now

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ کام مارچ 2020 تک مکمل ہو گا تو کیا ہم اس کے draft کے لئے بھی 2020 تک انتظار کریں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے کہوں گا کہ جہاں انہوں نے پچھلے ستّر سال انتظار کیا ہے تو تھوڑا اور انتظار بھی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال جناب محمد طاہر پرویز کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر 576 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد گورنمنٹ کالج یونیورسٹی جھنگ روڈ مین کیمپس کے رقبہ اور بلڈنگ سے متعلقہ تفصیلات

*576: **جناب محمد طاہر پرویز:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی جھنگ روڈ مین کیمپس فیصل آباد کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس کی بلڈنگ کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) سرکاری رہائشی کالونی کتنے کوارٹر پر مشتمل ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس کیمپس کی بلڈنگ کی تعمیر کی تحقیقات کروائی گئی تھیں۔ یہ کس نے تحقیقات کی تھیں اور انہوں نے ان میں کیا کیا نقائص کی نشاندہی کی تھی؟

(ہ) ان نقائص کے ذمہ دار ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں اور ذمہ داران کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یہ کیمپس 37.5 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	عمارت کے نام	کمروں کی تعداد
1	ڈاکٹر ذاکر حسین بلاک	24
2	ڈاکٹر محمد علی بلاک	24
3	بیسک سائنس بلاک	24
4	فزکس بلاک	04
5	ذوالوجی بلاک	08
6	قائداعظم بلاک	10
7	تکبیر بلاک	10
8	میاں محمد یوسف بلاک	24
9	ایچ بلاک	30 دفاتر
10	لائبریری	02
11	ہاسٹل	109
12	گیسٹ ہاوس	12

(ج) مین کیمپس میں کوئی بھی رہائشی کالونی نہیں ہے۔

(د) اولڈ کیمپس میں کچھ عمارتوں کی تعمیرات کے سلسلے میں تحقیقات قومی احتساب بیورو (نیب) میں زیرِ سماعت ہے۔ نیب کی تحقیقات میں نقائص کی نشاندہی کی جائے گی۔

(ہ) اولڈ کیمپس میں کچھ عمارتوں کی تعمیرات کے سلسلے میں مندرجہ ذیل افراد کے خلاف تحقیقات قومی احتساب بیورو (نیب) میں زیرِ سماعت ہے۔

1۔ پروفیسر ڈاکٹر شاہد محبوب رانا، سابق ایکٹنگ وائس چانسلر،

2۔ کرنل (ر) محمد لطیف، ڈائریکٹر پراجیکٹ اینڈ کیمپس ڈویلپمنٹ۔

مزید برآں نیب کی تحقیقات کے نتائج کی روشنی میں ہی تمام ذمہ داران ملازمین کا تعین ہو سکے گا اوران کے خلاف محکمانہ کارروائی بھی کی جاسکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ main campus میں کوئی بھی رہائشی کالونی نہیں ہے لیکن وہاں پر رہائشی کالونی موجود ہے اس کا جواب دے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! وہاں پر officially تو کوئی رہائشی کالونی نہیں ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! اس قوم کے اربوں روپے اس یونیورسٹی پر لگے ہیں اور وزیر موصوف کی انفارمیشن کا یہ حال ہے کہ ان کو یہ نہیں پتا کہ وہاں پر کتنے لیکچرارز، پروفیسرز اور دیگر ملازمین رہائش پذیر ہیں۔ وزیر موصوف میرے ساتھ یونیورسٹی کا visit رکھیں میں ان کو وہاں پر دکھاتا ہوں کہ وہاں پر رہائشی کالونی موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کا visit رکھ لیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں) جناب سپیکر! میں ممبر موصوف کے ساتھ visit رکھ لیتا ہوں اور وہاں پر جو کچھ illegal ہوا ہے میرا خیال ہے کہ وہ گزشتہ تین ماہ میں تو نہیں ہوا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! کب تک یہ رونا روتے رہیں گے کہ گزشتہ دنوں میں یہ نہیں ہوا، گزشتہ سالوں میں یہ ہوا؟ میرے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے لہٰذا آپ میرے سوال کو pending کریں، وزیر موصوف میرے ساتھ وہاں پر visit کریں اور وزیر موصوف یہاں آکر آپ کو جو رپورٹ دیں گے پھر آپ اُس کے مطابق کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف! آپ معزز ممبر کے ساتھ یونیورسٹی کا visit رکھیں۔

محترمہ صدیقہ صاحبداد خان: جناب سپیکر! گورنمنٹ سکولوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے میرے پاس کچھ ideas ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!اس وقت یہاں پر صرف ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے اگر آپ کے پاس اس حوالے سے کچھ ideas ہیں تو آپ وزیر موصوف کے ساتھ بیٹھ کر share کر سکتی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں پلیز۔ اگلا سوال نمبر 163 بھی جناب محمد طاہر پرویز کا ہے۔ جی، جناب محمد طاہر پرویز!

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں ابھی اپنے پہلے سوال پر بات کر رہا ہوں اور مجھے اُس سوال کے حوالے سے آپ کے فیصلے کا پتا نہیں چلا کہ آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اُس سوال پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ وزیر موصوف آپ کے ساتھ جا کر یونیورسٹی کا visit کریں گے۔ آپ اگلے سوال پر آ جائیں کیونکہ وہ سوال dispose of ہو گیا ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب میں غلط بیانی کی گئی ہے لہٰذا میرے سوال کو اُس وقت تک pending کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ kindly اگلے سوال پر آئیں۔ اگر آپ اگلا سوال کرنا چاہتے ہیں تو کریں، نہیں تو میں اس سوال کو بھی dispose of کر دیتا ہوں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جب میں اپنے پہلے سوال سے مطمئن نہیں ہوا تو آپ میرے اگلے سوال کو کیسے dispose of کر سکتے ہیں؟ میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں اپنے سوال کے متعلق آپ کے توسط سے حکومت سے جواب مانگوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اگلے سوال پر آئیں We are on the next question.

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! انہوں نے میرے سوال کے جواب میں جو غلط بیانی کی ہے میں اس پر تحریک استحقاق لے آتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ تحریک استحقاق لے آئیں۔ آپ کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 586 چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد طاہر پرویز نے احتجاجاً سوالات پھاڑ کر
جناب سپیکر کی طرف پھینک دیئے)

MR DEPUTY SPEAKER: This is not the way. This is not the way.

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی سیٹوں پر احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House. Order in the House. You can't dictate me. You can't dictate the Chair. Be seated. I am very polite with you. Sit down. Next question Ch. Iftikhar Hussain…

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جب بھی کوئی سوال put کیا جائے۔ محرک اگر اپنے ضمنی سوال کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوتا اور وہ اس سوال کو challenge کرتا ہے تو پھر سپیکر صاحب کا یہ کام ہے کہ وہ اس challenge کو قبول کر کے اس سوال کو pending کریں اور پھر اس سوال کا جواب لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسمبلی کے rules ہیں اور محرک کا prerogative ہے کہ اگر وہ اس سوال کو challenge کرتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہاں residential area ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے جواب میں پڑھا ہے کہ نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں اس جواب کو challenge کرتا ہوں کہ وہاں residential area ہے وہاں لیکچرار اور lower grade کے لوگ رہ رہے ہیں۔ یہ بہت سادہ سا سوال ہے آپ اس پر منسٹر صاحب کو direct کریں کہ آپ اس بات پر تسلی کر لیں اس وقت تک ہم اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے ensure کیا ہے کہ He will be visiting that area انہوں نے on the floor of the House ensure کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ کام نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ اس ہاؤس میں جو جواب آئے وہ صحیح آئے اور اگر اس کو کوئی challenge کرتا ہے اور وہ سوال غلط ہو تو آپ اس پر action لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ visit کرتے ہیں تو یہ ان کا کام ہے کہ پہلے سوال کا درست جواب لیں۔ محرک نے تو کہا ہے کہ میں وہاں دیکھ کر آیا ہوں کہ وہاں پر residential area ہے۔ آپ نے فرمادیا ہے کہ منسٹر visit کریں تو visit نہیں کرنا بلکہ محکمہ سے صحیح جواب لینا ہے کہ انہوں نے اس highest forum کو کیوں misguide کیا اور کیوں غلط جواب دیا؟ یہ سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح معزز ممبر جناب سعید اکبر خان نے ابھی فرمایا ہے کہ یہ ممبر کا حق ہے کہ وہ سوال کریں اور ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم اس کا جواب دیں اور اپنے جواب میں ہم متعلقہ ممبر کو مطمئن کریں۔ یہ ہمارا فرض بنتا ہے لیکن ابھی تھوڑا سا ابہام پیدا ہوا ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ Chair سوال کو dispose of کر چکی ہے لیکن you can direct Minister concerned کہ یہ visit کریں، اس کے بعد رپورٹ دیں اور وہ رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون! یہ بات میں کہہ چکا ہوں۔ Chair نے یہ کہا ہے کہ he will be visiting the area اور اسمبلی کو رپورٹ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! آپ کا فرمانا درست ہے جو آپ نے فرمایا ہے کہ منسٹر صاحب visit کریں لیکن اس میں تھوڑا سا مزید اضافہ فرما لیں کہ منسٹر صاحب visit کرنے کے بعد اس ہاؤس میں رپورٹ بھی دیں۔ اس سے معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے دوسری بات اپوزیشن کے ممبران سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی ہمارے اس ہاؤس کو معرض وجود میں آئے ہوئے مختصر عرصہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس مختصر عرصہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اچھی روایات کو لے کر آگے نہیں چل رہے۔ میں دونوں اطراف کے ممبران سے التجا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایسی روایات قائم کرنی چاہئیں جن پر کل ہم فخر کر سکیں۔

جناب سپیکر! ابھی اجلاس شروع ہوا تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

ملک محمد وحید: جناب سپیکر! اس طرح سوال dispose of نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ میں نے چار مرتبہ انہیں سوال پوچھنے کے لئے کہا ہے۔ I know the rules. You can't tell me the rules. Be seated. Sit down. اگلا سوال چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہم اچھی روایات قائم نہیں کر رہے۔ آج جب ہاؤس شروع ہوا تو یہ طے شدہ اصول ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران point of order نہیں ہو گا لیکن ایک معزز ممبر نے point of order پر بات کرنے کی کوشش کی آپ نے allow نہیں کیا اس کے جواب میں جو کچھ کہا گیا میں سمجھتا ہوں وہ کسی طور بھی اس ہاؤس کے شایان شان نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کسی ایک فرد کی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں اجتماعی بات کرنا چاہتا ہوں اور بشمول وزراء، حکومتی ممبران اور اپوزیشن ممبران کے لئے بات کرنا چاہتا ہوں کہ Chair اور اس ہاؤس کے decorum کا لازمی خیال رکھیں۔ یہاں تھوڑی سی جو misunderstanding ہوئی تھی آپ نے اس کی وضاحت فرما دی ہے۔ متعلقہ منسٹر دورہ کریں گے، رپورٹ دیں گے جو اسی ہاؤس میں آئے گی اس لئے میں اپوزیشن کے ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ اب اس معاملے کو آگے چلنے دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔۔۔

چودھری اختر علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 163 جناب محمد طاہر پرویز کا ہے پہلے اسے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جناب محمد طاہر پرویز! آپ اپنا سوال پوچھیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میری Chair سے گزارش ہو گی کہ ہم پہلے بھی اس ایوان کے ممبر رہے ہیں لیکن آج تک ایسی روایت نہیں دیکھی جیسے وزیر قانون نے بات کی ہے۔ یہ میری یا میرے سوال کی insult نہیں ہے بلکہ پورے ایوان کی insult ہے کہ اس ہاؤس میں غلط بیانی کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طاہر صاحب! ایک بات clear ہو چکی ہے۔ وہ visit کریں گے اور آپ کی تسلی کے لئے ہاؤس کے اندر رپورٹ پیش کریں گے۔ That is clear. We are clear on it. This is not the way. آپ اگلا سوال کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں آپ کے صرف 20 سیکنڈ لوں گا۔ میں نے ایک سوال کیا، اس کی روح کے پیچھے انہوں نے ہاؤس میں لکھ کر جو جواب دیا ہے وہ صحیح ہونا چاہئے۔ یہ مجھ سے زیادہ آپ کا کام بنتا ہے کہ اسے دیکھیں۔ ہم بالکل کسی سے اختلاف نہیں کرتے بلکہ ہم اس ہاؤس کو smoothly چلانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ یہ دیکھیں کہ جب اتنے بڑے forum پر یہ کہا جائے گا تو وہاں پر میری رپورٹ کے مطابق جھنگ روڈ کیمپس جو چلڈرن ہسپتال کے ساتھ بنا ہے اس پر 5.5-ارب روپے لگے ہیں۔ وہاں پر رہائشی کالونی موجود ہے جس میں کچھ بے ضابطگیاں ہوئی تھیں۔اس میں چیف منسٹر صاحب نے انکوائری کرائی تھی،انکوائری کے بعد وہ NAB نے issue take up کیا جو جواب میں بھی لکھا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ متعلقہ منسٹر کو یہ معلوم نہیں کہ ان کے ماتحت ادارے کیا کام کر رہے ہیں اور وہ ان کو کیا جواب دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ ہاؤس کو chair کرنا بڑا حوصلے کا کام ہے۔ میں بھی آپ کی عمر کا ہوں۔ میرے اندر بھی جذبات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مجھ سے بہت بڑے ہیں۔ آپ مجھے اپنی عمر کا نہ بنائیں۔ You must be 50/60. میں آپ سے بہت چھوٹا ہوں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! پھر آپ کو احترام کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کا احترام ہی کر رہا ہوں کہ آپ کو مائیک دیا ہوا ہے۔ میں آپ کو بات کرنے کے لئے موقع دے رہا ہوں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! سارے ایوان کو معلوم ہے کہ آپ نے کیسے مائیک دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! ایسے ہی ہوتا ہے۔ آپ جیسے کریں گے اسی طرح آپ کو مائیک ملے گا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جو اپوزیشن کا حق ہے وہ اس کو ملنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سوال کریں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 163 ہے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے جو ابھی 475-ارب روپے کی بات ہے جو کہ پچھلے دس سالوں میں لگے ہیں تو میں بھی اسی شہر کا رہنے والا ہوں اور یہ بات ٹھیک ہے۔ اس میں بہت گھپلے ہیں تو اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جو گھپلا منسٹر صاحب کی طرف سے ہوا ہے اس کی بھی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ شکریہ

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! آج تک جو انکوائریاں جڑانوالہ روڈ کی چل رہی ہیں ان کی بھی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر 163 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: گورنمنٹ پرائمری سکول 219ر۔ب ملویانوالہ میں کلاسز کے اجراء اور کمپیوٹر لیب تعمیر نہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

*163: جناب محمد طاہر پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول 219ر۔ب ملویانوالہ پی پی۔112 ضلع فیصل آباد کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے مگر اس میں کلاسز کا اجراء نہیں ہوا؟

(ب) کیا حکومت اس سکول میں اساتذہ مع دیگر عملہ اور ضروری سامان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا اس سکول میں کمپیوٹر لیب بھی تعمیر ہوئی ہے یا نہیں، اگر کمپیوٹر لیب تعمیر نہ ہوئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) مذکورہ سکول پرائمری سطح کا ہے جس کی عمارت مکمل تعمیر ہو چکی ہے اور آٹھ کمروں پر مشتمل ہے۔ ان کمروں میں باقاعدگی سے کلاسز جاری ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں چھ اساتذہ مع دیگر عملہ اور ضروری سامان موجود ہے۔

(ج) جیسے کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے کہ مذکورہ سکول پرائمری سطح کا ہے اور محکمہ سکولز ایجوکیشن کی جاری کردہ پالیسی کے مطابق پرائمری سطح کے سکولوں میں کمپیوٹر لیب تعمیر نہیں کی جاتی۔ کمپیوٹر لیب صرف ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں میں قائم کی گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! گورنمنٹ پرائمری سکول 219ر۔ب ملویانوالہ پی پی۔112 ضلع فیصل آباد یہ سکول میری constituency میں موجود ہے۔ کچھ دن پہلے میں نے سکول کا وزٹ کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو وہ باہر لابی میں چلا جائے۔ معزز ممبر سوال پوچھ رہے ہیں وہ سنیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! گورنمنٹ پرائمری سکول 219ر۔ب ملویانوالہ پی پی۔112 ضلع فیصل آباد کو پچھلی گورنمنٹ نے اپ گریڈ کیا اور اس کی عمارت مڈل سکول کے لئے بنائی گئی لیکن وہاں پر ابھی تک مڈل کی کلاسز شروع نہیں کی گئیں جبکہ جواب میں صرف پرائمری سکول کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیا منسٹر صاحب یہ ہاؤس کو بتانا پسند کریں گے کہ اس سکول میں جو مڈل کلاسز کے لئے نئی بلڈنگ بنی تھی کیونکہ پرائمری سکول کے لئے تو بلڈنگ پہلے سے ہی موجود ہے تو ان نئے کمروں میں مڈل کلاسز کا اب تک اجراء کیوں نہیں ہوا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! انہوں نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کہ کیا گورنمنٹ پرائمری سکول 219ر۔ب ملویانوالہ پی پی۔112 ضلع فیصل آباد کی عمارت تعمیر ہو چکی ہے مگر اس میں کلاسز کا اجراء نہیں ہوا؟ وہاں پر کلاسز شروع ہو چکی ہیں میں نے جواب دینے سے پہلے اس کو دو مرتبہ check کروایا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو وہاں سکولز کی تفصیلات بھی دے دیتا ہوں۔ وہاں سکول میں آٹھ کمرے ہیں۔ جب یہ سوال دیا گیا تھا اس وقت وہاں پر چھ ٹیچرز تھے اور اب وہاں پر ایک ٹیچر کی جگہ خالی ہے۔ اس سکول کا رقبہ ایک کنال اٹھارہ مرلے ہے۔ اس سکول کی boundary wall complete ہے۔ وہاں پر چھ واش روم ہیں۔ NSB 2018-19 کا فنڈ ایک لاکھ 90 ہزار 366

روپے ہے اور وہ استعمال ہو چکا ہے اور اس کا بیلنس 4ہزار روپے ہے۔ یہ ہر اس سکول کی تفصیل ہے جس کا وہ پوچھ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد طاہر پرویز!

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال تھا کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے اس سکول کو مڈل سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اس کے لئے فنڈز جاری کر دیئے گئے تھے۔ میں نے اس کی تفصیل مانگی ہے کہ وہاں پر مڈل کلاسز کیوں شروع نہیں کی گئیں جبکہ کمرے اور دوسری چیزیں تیار ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! انہوں نے اپنے سوال میں یہ بات نہیں پوچھی کہ اس سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا گیا ہے یا نہیں؟ انہوں نے جو پوچھا تھا وہ ہم نے ان کو بتا دیا ہے۔ اگر یہ مڈل سکول بنانا چاہتے ہیں تو یہ میرے پاس request لے کر آ جائیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے۔ جو سوال انہوں نے پوچھا ہے وہ دیکھیں یہ fresh question دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! آپ اس حوالے سے ایک fresh question دے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! ان کو جو انفارمیشن چاہئے وہ ہم بتا دیں گے کیونکہ اس میں تو وہ مڈل سکول کے بارے میں پوچھ ہی نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! آپ اس حوالے سے ایک fresh question دے دیں تو وہ اس حوالے سے details provide کر دیں گے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد طاہر پرویز! .Thank you very much اگلا سوال نمبر 586 چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد ایوب خان کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ایوب خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 297 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: حلقہ پی پی-120 میں بوائز و گرلز
پرائمری و ایلیمنٹری سکولوں کی چار دیواری سے متعلقہ تفصیلات

*297: جناب محمد ایوب خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-120 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے بوائز اور گرلز پرائمری، ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں کی چار دیواری مکمل ہے اور کتنے سکولوں کی نامکمل ہے؟

(ب) مذکورہ حلقہ کے جن پرائمری، ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں کی چار دیواری نامکمل ہے حکومت کب تک ان سکولوں کی چار دیواری تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) حلقہ پی پی-120 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج ذیل سکولوں کی چار دیواری مکمل ہے۔

کیٹیگری آف سکولز	تعداد بوائز سکولز	تعداد گرلز سکولز	میزان
گورنمنٹ پرائمری سکول	45	59	104
گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول	22	31	53
گورنمنٹ ہائی سکول	17	28	45
میزان	84	118	202

حلقہ پی پی-120 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درج ذیل سکولوں کی چار دیواری نامکمل ہے۔

کیٹیگری آف سکولز	تعداد بوائز سکولز	تعداد گرلز سکولز	میزان
گورنمنٹ پرائمری سکول	20	7	27
گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول	7	0	07
گورنمنٹ ہائی سکول	2	1	03
میزان	29	8	37

(ب) محکمہ سکولز ایجوکیشن نے سال 19-2018 میں سکولوں کی نامکمل چار دیواری تعمیر کرنے کے لئے 223 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ اس وقت یہ بجٹ منظوری کے مراحل میں ہے۔ بجٹ کی منظوری کے بعد حلقہ پی پی-120 کے سکولوں کی نامکمل چار دیواری مکمل کرنے کے لئے فنڈز جاری کر دیئے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ میرے حلقے میں ان کی رپورٹ کے مطابق 29 بوائز سکول اور 8 گرلز سکول ہیں جن کی چار دیواریاں مکمل نہیں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ 223 ملین روپے کی گرانٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ گرانٹ صوبہ پنجاب کے لئے ہے تو پھر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا کتنا حصہ ہے اور اس کی مزید allocation کیا آپ constituency wise کر رہے ہیں یا اس کا کیا procedure ہے، اس کی براہ مہربانی تفصیل بتادیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! انہوں نے جو آخری سوال کیا ہے اس کو repeat کر دیں۔

جناب محمد ایوب خان: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ چار دیواریوں کے لئے 223 ملین روپے مختص کئے ہیں تو یہ صوبہ پنجاب کے لئے مختص کئے گئے ہیں یا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے کئے گئے ہیں؟ اگر صوبہ پنجاب کے لئے مختص کئے گئے تو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا اس میں کتنا share ہے اور مزید انہوں نے سکولوں کی چار دیواری کے لئے allocation of fund کے لئے کیا procedure طے کیا ہے کیا یہ constituency wise طے کریں گے یا کیا کوئی اور طریق کار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں ان کو details بتا دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ 29 بوائز سکول اور 8 گرلز سکول کی دیواریں نہیں ہیں۔ یہ 223 ملین روپے پورے پنجاب کے لئے ہیں۔ ان کا جو نمبر ہے وہ انہوں نے سوال میں نہیں پوچھا تھا۔

جناب سپیکر! میرے پاس تمام تفصیلات موجود ہیں اگر معزز ممبر جناب محمد ایوب خان چاہتے ہیں تو میں ان کو دے سکتا ہوں کہ ان کے لئے کتنی گرانٹ ہے؟ مگر at the same time ہم نے ان کی missing facilities اس میں ڈال دی ہوئی ہیں۔ ہم نے اس مرتبہ بجٹ 2019-20 میں ان کی missing facilities کے لئے amount رکھ دی ہوئی ہے جو نہی اگلا بجٹ آئے گا ہم تعمیر کر دیں گے۔ اس مرتبہ because of lack of budget ہم missing facilities پر focus نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو اس کی تفصیل بھی ذرا بتا دوں کیونکہ پورے ڈسٹرکٹ میں 172 سکول ہیں جن کی دیواریں خراب ہیں۔ 85 ایسے سکول ہیں جن کی دیواریں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سکولوں کا رقبہ بہت بڑا ہے اس لئے کئی جگہوں پر دیواریں بنانے کے لئے بہت بڑا expense آرہا ہے۔ پہلے بھی missing facilities کے لئے بجٹ مختص کیا گیا تو وہ سکول ڈیپارٹمنٹ سے

نکال کر اورنج لائن ٹرین پر لگا دیا۔ جب یہ بجٹ اورنج لائن ٹرین پر لگ گیا تو سکولوں کی دیواریں بن نہیں سکیں۔ اگلے بجٹ میں انشاء اللہ ہم نے ان کے ڈسٹرکٹ کے سکول ڈالے ہوئے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب محمد ایوب خان!

جناب محمد ایوب خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے پورے ایوان کے سامنے کہا ہے کہ میری requirement کے مطابق میرے حلقے کے 29 بوائز سکول اور 8 گرلز سکول موجودہ مالی سال میں ڈال دیئے ہیں کہ ان کی چاردیواریاں مکمل ہو جائیں گی تو میں ان کا شکریہ اس امید سے ادا کرتا ہوں کہ یہ کام اسی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! سوال نمبر 306 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دانش سکولوں کے لئے رقبہ اور بجٹ سے متعلقہ تفصیلات

*306: **محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) دانش سکول پراجیکٹ کے لئے کتنی رقم مالی سال 16-2015 تا 18-2017 کے بجٹ میں مختص کی گئی تفصیل فراہم کریں؟

(ب) صوبہ بھر میں ان سکولوں کی تعداد کتنی ہے نیز ان کو اراضی کس طریق کار کے تحت دی گئی؟

(ج) کتنے بچے ان سکولوں سے پڑھ کر distinction لے سکے؟

(د) اساتذہ اور سکول پر جتنا running expenditure ہے اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) دانش سکولوں کے لئے مالی سال 16-2015 تا 18-2017 کے دوران فراہم کردہ بجٹ کی تفصیل "Annex-A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت 14 دانش سکولز کام کر رہے ہیں جن میں سات لڑکوں اور سات لڑکیوں کے سکولز ہیں جبکہ دو سکولز ٹبہ سلطان پور تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی میں تکمیل کے آخری مرحلے میں ہیں۔ دانش سکولوں کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب، بورڈ

آف ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے متعلقہ شہروں کے مضافاتی علاقہ میں سرکاری زمین بغیر قیمت کے الاٹ کی گئی۔

(ج) سال 2017 میں دانش سکولوں کے پہلے بیچ کے 396 بچوں نے انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ ان میں سے 24 طالب علم مسلح افواج میں منتخب ہونے کے بعد اپنی ٹریننگ مکمل کر رہے ہیں۔ اسی طرح سال 2018 میں دانش سکولوں کے دوسرے بیچ کے 506 طلباء نے انٹرمیڈیٹ مکمل کیا۔ اُن میں سے اب تک 19 طالب علم مسلح افواج میں منتخب ہو چکے ہیں اور 10 بچے آفیسر کیڈر کے ہیں۔ دانش سکولوں کے طلباء نے نہ صرف تدریسی شعبہ میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے بلکہ غیر نصابی اور کھیلوں کے مقابلوں میں بھی امتیازی کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ مختلف شعبوں میں دانش سکولوں کے طلباء کی جانب سے نمایاں کارکردگی کی تفصیل (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ایک دانش سکول پر سالانہ اوسطاً 150 ملین روپے کا خرچہ آتا ہے۔ جس میں سے 90 ملین روپے تنخواہوں کی مد میں جبکہ 60 ملین روپے بچوں کی ضروریات (کھانا، یونیفارم، کتابیں، کاپیاں وغیرہ) پر خرچ ہوتے ہیں۔ خرچہ کی تفصیل (Annex-C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا سوال دانش سکولوں کے حوالے سے تھا اور منسٹر صاحب نے میرے سوال کا بہت تفصیل سے جواب دیا ہے جس سے ہمیں پتا چلا ہے کہ 14 دانش سکول کام کر رہے ہیں لیکن ان سکولوں میں بچوں کی ٹوٹل تعداد تقریباً 900 ہے۔ اگر آپ جز (د) دیکھیں کہ ایک دانش سکول پر سالانہ اوسطاً 150 ملین روپے کا خرچ آتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں چاہوں گی کہ منسٹر صاحب ہمیں بتائیں کہ ایک عام پنجاب کے گورنمنٹ سکول پر سالانہ اوسطاً کتنے روپے خرچ آتا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! ہم اس وقت estimated ایک سٹوڈنٹ پر جو پیسے خرچ کر رہے ہیں وہ 1400 سے 1500 روپے ہیں اور دانش سکول کے ایک بچے پر جو ہم پیسے خرچ کر رہے ہیں کیونکہ اس میں boarding بھی ہے وہ 18 ہزار روپے ہیں۔

میں آپ کو بتادوں کہ یہ فرق اس لئے ہے کہ پچھلی حکومت نے ہمیں as Danish school یہ ایک زبردست white elephant present کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو ریگولر پبلک سکول کا بچہ ہے وہ بھی ہمارا بچہ ہے اور جو دانش سکول کا بچہ ہے وہ بھی ہمارا بچہ ہے۔ مگر ایک بچے پر آپ 1400 روپے لگا رہے ہیں جبکہ دوسرے بچے پر آپ 18 ہزار روپے لگا رہے ہیں تو یہ discrimination ہونی نہیں چاہئے مگر یہ پچھلی حکومت نے کی ہے اور کس لئے کی ہے۔ اس حوالے سے ہم آپ کو آگے details بتاتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلا سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال منسٹر صاحب کے جواب سے بالکل relate کرتا ہے کہ 4425 سکول ایسے ہیں جن کو پچھلی حکومت نے خطرناک قرار دے دیا تھا یعنی وہ اس قابل نہیں ہیں کہ بچے وہاں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرا پچھلی حکومت نے رورل ایریا میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول اکٹھے کر دیئے تھے جس کی وجہ سے لڑکیوں کی student strength بہت کم ہو گئی تھی کیونکہ ہمارے کلچر خصوصاً دیہاتوں میں ایسا نہیں ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے سکول میں پڑھیں۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جہاں اڑھائی کروڑ بچہ سکولوں سے باہر ہے اور صرف لاہور میں 20 لاکھ بچے ایسے ہیں جو سکولوں سے باہر ہیں تو کیا ہم یہ justify کر سکتے ہیں کہ ہم دانش سکولوں کو چلائیں؟ ہم یہ کیوں نہیں کر سکتے کہ یہی پیسا ہم پنجاب کے تمام سکولوں کے انفراسٹرکچر کو بہتر کرنے پر استعمال کریں تاکہ وہاں سے نکل کر اچھے اچھے institutions میں جائیں جہاں اِن کو بہترین facilities ملیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ سوال پوچھیں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ دانش سکولوں پر پچھلی حکومت نے اتنا زیادہ پیسا ضائع کیا ہے جن میں سے صرف 900 بچے نکلے ہیں تو لاکھوں بچے جو باہر ہیں، کیا ہم اُن کو preference دیں گے یا دانش سکول کے بچوں کو ہی دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں یہاں کھڑا ہو کر دانش سکول کو بالکل بھی defend نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ اس کو defend کرنا ہمارے پنجاب کے بچوں کے ساتھ زیادتی ہوگی جس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر پیسوں کی بہت زیادہ discrimination ہو رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں دانش سکول کو بالکل بھی defend نہیں کروں گا لیکن on the other hand ہم دانش سکولوں کو بند نہیں کر سکتے کیونکہ وہاں پر بچے جا رہے ہیں۔اب جو بچہ چھٹی، ساتویں یا آٹھویں کلاس کا اس سکول میں آ گیا ہے اُس کو ہم سڑک پر نہیں پھینک سکتے۔وہ بچے ضرورت مند ہیں جن کو boarding بھی ملی ہوئی ہے لیکن اگر ہم boarding نہیں دیں گے تو وہ probably سڑک پر بیٹھ جائیں گے۔ہمیں یہ white elephant ملا ہے اس لئے ہمیں یہ چلانا پڑے گا لیکن میں اپنی فاضل ممبر کو یہ بتا دوں کہ چونکہ یہ دانش سکول بڑے بڑے رقبے پر بنے ہوئے ہیں لہٰذا ہم کوشش یہ کر رہے ہیں کہ ان کو کسی طرح self-sustaining بنایا جائے جس کے لئے ہم انشاء اللہ تعالیٰ نئے ideas لے کر آئیں گے جس پر بات چیت شروع ہو چکی ہے کہ ان جگہوں کو self-sustaining کس طرح بنایا جائے۔شکریہ

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! طبقاتی فرق کو دُور کرنے کے لئے یہ ہمیں بعد میں ضرور بتا دیں کہ پرائیویٹ سکول اور گورنمنٹ کے سکول میں طبقاتی فرق کو کیسے bridge کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک سوال اور بھی پوچھ لیتے ہیں جو آخری ہوگا۔

جناب محمد لطیف نذر: جناب سپیکر! کیا اجازت ہے کیونکہ میں بھی اس سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد لطیف نذر: جناب سپیکر! دانش سکولوں کی بات ہو رہی تھی جس پر میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو already سرکاری سکول چل رہے ہیں تو جیسے ہمارے منسٹر صاحب نے بتایا کہ ایک بچے پر تقریباً 1400 روپے خرچ آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں کیونکہ question hour over ہونے لگا ہے۔

جناب محمد لطیف نذر: جناب سپیکر! میں نے اپنے ایک سرکاری سکول کا visit کیا ہے تو آپ یقین کریں کہ وہ سرکاری سکول جن میں ہم پڑھے ہیں وہاں پر لوگ فخر سے اپنے بچوں کو داخل کرواتے

تھے لیکن آج حالت یہ ہے کہ وہاں پر ایک سال کا تقریباً پانچ کروڑ روپے خرچ آتا ہے جبکہ کوئی بندہ اپنے بچے کو اس سرکاری سکول میں داخل کرانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ پیسے کا زیاں ہے لہٰذا جس طرح یہ دانش سکول بنائے ہیں اسی طرح سرکاری سکولوں کی حالت بہتر کی جائے۔ اسی طرح سرکاری سکولوں میں سپورٹس نام کی کوئی چیز نہیں ہے جبکہ پانچ پانچ مرلے میں جو پرائیویٹ سکول کھل چکے ہیں وہ بہت زیادہ فیسیں لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ The question hour is over now

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں پرائیویٹ سکولوں کی فیس وصولی اور قانون پر عملدرآمد کروانے سے متعلقہ تفصیلات

*58: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا صوبہ میں پرائیویٹ سکولوں میں فیس کو مانیٹر کرنے کے لئے کوئی قانون موجود ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس قانون پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے اگر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا تو اس کے ذمہ داروں کا تعین کیا جائے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) صوبہ پنجاب میں قائم پرائیویٹ سکولوں میں فیس کو مانیٹر کرنے کے لئے باقاعدہ ایک قانون "پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشنز) آرڈیننس 1984" موجود ہے۔

(ب) پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشنل انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشنز) آرڈیننس 1984 کے تحت پرائیویٹ سکولوں کو ریگولیٹ کیا جا رہا ہے اور کسی بھی خلاف ورزی کرنے

والے سکولوں کے خلاف متعلقہ اضلاع کے چیف ایگزیکٹو آفیسرز (ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی) قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہیں۔

مزید برآں پنجاب کے پرائیویٹ سکولوں کے معاملات کو بہتر بنانے اور ان سے متعلقہ شکایات کے مؤثر ازالہ کے لئے ایک قانون "پنجاب پرائیویٹ سکولز ریگولیٹری اتھارٹی ایکٹ 2018" کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے جو حتمی مراحل میں ہے۔ قانون باقاعدہ منظوری کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا جس کے تحت پرائیویٹ سکولوں کے معاملات پر زیادہ مؤثر کارروائی ہو سکے گی۔

اوکاڑہ: ٹاؤن کمیٹی منڈی احمد آباد میں طلباء وطالبات کے کالجز نہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

*586: چودھری افتخار حسین چھچھر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کالج نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کے طلباء وطالبات کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے علاقے میں جانا پڑتا ہے جس سے طالب علموں اور ان کے والدین کو بھی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کالجز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن وسیاحت (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) جی ہاں! ٹاؤن کمیٹی منڈی احمد آباد میں لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی کالج نہ ہے۔ تاہم حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کالجز موجود ہیں جو کہ منڈی احمد آباد سے تقریباً 26 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا طلباء وطالبات کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حجرہ شاہ مقیم جانا پڑتا ہے۔ تاہم گرلز کالج حجرہ شاہ مقیم میں ایک بس موجود ہے جو طالبات کو کالج لانے اور لے جانے کے لئے استعمال کی جارہی ہے۔

(ج) منڈی احمد آباد کی آبادی 21831 ہے اور محکمہ اعلیٰ تعلیم کے قواعد وضوابط کے مطابق 35000 سے کم والے علاقے میں کالج قائم نہیں کیا جاتا۔ تاہم منڈی احمد آباد میں محکمہ سکول ایجوکیشن کے 2 ہائر سیکنڈری سکولز برائے طلباء وطالبات قائم کئے گئے ہیں جس میں ایف اے /ایف ایس سی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

نارووال: گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اخلاص پور کی اپ گریڈیشن سے متعلقہ تفصیلات

*450: جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اخلاص پور تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال کئی برسوں سے ہائی سکول ہی چلا آرہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میٹرک کے بعد اس علاقہ کے بچے اور بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے اور آمدورفت میں طالبات کا تعلیمی حرج ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ دور میں طالبات کا اکیلے سفر کرنا خطرہ سے خالی نہ ہے اور والدین کو سفری اخراجات بھی برداشت کرنا مشکل ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قریب ترین اعلیٰ تعلیم کا ادارہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر بچیاں اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اخلاص پور تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال میں 1985 سے بطور ہائی سکول کام کر رہا ہے۔

(ب) مذکورہ سکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے شکر گڑھ میں ڈگری کالج موجود ہے جو کہ 13 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے لئے گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول کوٹ بنناں موجود ہے جو کہ 10 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(ج)　جیسا کہ جواب جز(ب) میں وضاحت کی گئی ہے کہ مذکورہ سکول سے 13 کلو میٹر فاصلے پر گرلز ڈگری کالج ہے لہٰذا طالبات مزید تعلیم کے حصول کے لئے ڈگری کالج میں داخلہ لے لیتی ہیں۔ مزید برآں چیف ایگزیکٹو آفیسر (ڈی ای اے) نارووال کی جانب سے موصول شدہ مراسلہ کے مطابق مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ ضروری محکمانہ کارروائی کے بعد مذکورہ سکول کو آئندہ مالی سال کے دوران ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا جائے گا۔

(د)　درست نہ ہے۔ زیادہ تر طالبات اعلیٰ تعلیم کے لئے شکر گڑھ جاتی ہیں۔ جو کہ 13 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

(ہ)　جواب جُز(ج) میں دے دیا گیا ہے۔

ضلع لیہ میں دفاتر اور عملہ کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*595: **جناب شہاب الدین خان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع لیہ میں محکمہ تعلیم کے کتنے دفاتر ہیں ان میں کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں ان میں تعنیات ملازمین کی تفصیل عہدہ وار بتائیں نیز ان کا عرصہ تعیناتی بھی بتائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

ضلع لیّہ میں شعبہ تعلیم کے دفاتر کی تعداد 10 ہے۔ ان میں منظور شدہ اسامیاں 106 ہیں جن پر 76 افسران و ملازمین کام کر رہے ہیں جبکہ 30 اسامیاں خالی ہیں۔ ان دفاتر کے افسران و ملازمین کی جملہ تفصیلات (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور: سال 2017 میں سرکاری سکولوں میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

6: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال 2017 لاہور کے اندر کتنے سرکاری سکولوں میں پینے کے صاف پانی کا بندوبست کیا گیا اس پر کل کتنی لاگت آئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

سال 2017 میں لاہور کے 5 سرکاری سکولوں میں فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب کی گئی اور 5 لاکھ روپے فی یونٹ کے حساب سے کل لاگت 25 لاکھ روپے آئی۔ جن سکولوں میں فلٹریشن پلانٹس نصب کئے گئے اُن کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) گورنمنٹ پرائمری سکول پٹھانکے (ہڈیارہ) لاہور

(2) گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول راجہ بولا

(3) گورنمنٹ پرائمری سکول آہلو

(4) گورنمنٹ پرائمری سکول ٹھٹہ خورد

(5) گورنمنٹ پرائمری سکول گورومانگٹ

ضلع سرگودھا: پی پی-79 میں کالجز کی تعمیر اور چک نمبر 46 میں نئے گرلز اینڈ بوائز کالجز کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

11: رانا منور حسین: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-79 ضلع سرگودھا میں کتنے نئے کالجز تعمیر ہو رہے ہیں، تفصیل بتائیں؟

(ب) SNE کب جاری ہو گی؟

(ج) کلاسز کا اجراء کب تک ہو جائے گا؟

(د) کیا چک نمبر 46 جنوبی میں نئے گرلز اور بوائز کالجز تعمیر کرنے کا ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) پی پی۔79 ضلع سرگودھا تحصیل سلانوالی میں ایک کالج برائے خواتین زیر تعمیر ہے جو شاہ نکدر کے مقام پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اس کالج کی عمارت کی تعمیر کی ذمہ داری محکمہ تعمیرات و مواصلات کے ذمے ہے اور اس کی تکمیل 30.06.2019 تک کر دی جائے گی۔

(ب) عمارت کی تکمیل کے بعد محکمہ اعلیٰ تعلیم اور محکمہ تعمیر و مواصلات کے متعلقہ افسران PC-IV تیار کرتے ہیں اس کے بعد کالج کے قیام کا نوٹیفکیشن کیا جاتا ہے۔ قیام کے بعد محکمہ اعلیٰ تعلیم SNE کا کیس محکمہ خزانہ کو بھیج دیتا ہے اور SNE کی منظوری وزیراعلیٰ سے حاصل کی جاتی ہے لہٰذا کالج ہذا کی SNE بھی اسی طریق کار کے مطابق عمارت کی تکمیل کے بعد جاری کروائی جائے گی۔

(ج) کلاسز کا اجراء ہر سال یکم ستمبر کو کیا جاتا ہے اور اگر عمارت کو مکمل کر کے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے حوالے کر دی گئی تو کالج میں کلاسز کا اجراء یکم ستمبر 2019 سے کر دیا جائے گا۔

(د) فی الحال چک نمبر 46 جنوبی میں نئے کالج کے قیام کا معاملہ محکمہ اعلیٰ تعلیم میں زیر غور نہیں۔

صوبہ کی سرکاری جامعات میں سپورٹس کوٹا پر داخلہ سے متعلقہ تفصیلات

19: جناب نصیر احمد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کی سرکاری جامعات میں 2018 میں کتنے طلباء و طالبات کو سپورٹس کوٹا پر داخلہ دیا گیا؟

(ب) سپورٹس کوٹا پر داخلہ دینے کے بارے میں اگر کوئی پالیسی یا SOP موجود ہے تو کاپی مہیا کی جائے؟

(ج) سپورٹس کوٹا پر داخلہ کو جانچنے کا معیار کیا ہوتا ہے؟

(د) اگر اس سلسلہ میں کوئی داخلہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں تو ہر یونیورسٹی کی داخلہ کمیٹی کے ممبران کی تفصیل بھی مہیا کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن و سیاحت (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) 2018 میں داخلے کے لئے ہر پروگرام میں سوائے مندرجہ ذیل پروگرام نمبر 2 فیصد سیٹ مختص ہے۔

(i). Law
(ii). MBA
(iii). BBA
(iv). Pharmacy
(v). BSc Electrical Engineering
(vi). BSc Electrical Engineering Technology
(vii). BSc Civil Engineering Technology
(viii). BSc Mechanical Engineering Technology
(ix). BSc chemical Engineering Technology

(ب)

(i). At undergraduate, Board Level
(ii). At post graduate, Board Level/ University Level

(ج) ڈائریکٹر آف سپورٹس طلباء و طالبات میں باقاعدہ پریکٹیکل ٹرائل جس کھیل میں درخواست دی ہوتی ہے منعقد کرواتے ہیں اور میرٹ کی بنیاد پر ان کو سفارش کرتے ہیں۔

(د) جی، ہاں! اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کمیٹی بنائی گئی ہے جو کہ پریکٹیکل ٹرائل میں کامیاب طلباء کو برائے داخلہ سفارشات کرتی ہے اور سفارشات کی روشنی میں افسر مجاز ان کے داخلے کی منظوری دیتے ہیں۔

1۔ پروفیسر ڈاکٹر حضور محمد صابر (کنوینر)
ڈین فیکلٹی آف اکنامکس اینڈ مینجمنٹ سائنسز

2۔ پروفیسر ڈاکٹر طیبہ سلطانہ (ممبر)
شعبہ آف زوالوجی

3۔ ڈاکٹر محمد ندیم سہیل (ممبر)
ڈائریکٹر سٹوڈنٹ افیئرز

4۔ ڈاکٹر محمد ہدایت رسول (ممبر)
صدرِ شعبہ مائیکروبیالوجی

5- ڈاکٹر غلام شمس الرحمٰن (ممبر)
ڈائریکٹر ایڈوانس سٹڈیز

6- ڈاکٹر زاہد محمود (ممبر)
ڈائریکٹر انڈر گریجویٹ سٹڈیز

7- ڈاکٹر عبدالقادر مشتاق (ممبر)
کوآرڈینیٹر شعبہ تاریخ اور پاکستان سٹڈیز

8- مسٹر محمد رفیق واللہ (ممبر/سیکرٹری)
ڈائریکٹر سپورٹس

پی پی-163 لاہور میں پرائمری، ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں کی تعمیر، صاف پانی کی فراہمی اور واش رومز کی سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

27: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-163 ضلع لاہور میں کتنے پرائمری، ایلیمنٹری اور ہائی سکول واقع ہیں؟

(ب) کتنے نئے سکولوں کی تعمیر جاری ہے؟

(ج) کیا تمام سکولوں میں پینے کے صاف پانی اور واش رومز کی سہولیات موجود ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) پی پی-163 ضلع لاہور میں کل 20 سرکاری سکولز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

بوائز سکولز	تعداد	گرلز سکولز	تعداد
بوائز ہائی سکول	02	گرلز ہائی سکول	06
بوائز مڈل سکول	01	گرلز مڈل سکول	03
بوائز پرائمری سکول	06	گرلز پرائمری سکول	02
میزان	09	میزان	11

(ب) پی پی-163 میں واقع گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چوہنگ خورد تحصیل کینٹ لاہور کی اپ گریڈیشن (مڈل سے ہائی) کے لئے عمارت کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ تاہم اس کی SNE منظوری کے مراحل میں ہے۔ مذکورہ حلقہ میں کسی نئے سکول کی تعمیر نہیں ہو رہی ہے۔

(ج) مذکورہ حلقہ میں موجود تمام سکولوں میں پینے کے صاف پانی اور واش رومز کی سہولیات موجود ہیں۔

چنیوٹ: حلقہ پی پی-95 میں طلباء وطالبات کے سکولوں کی تعداد اور منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

55: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-95 چنیوٹ میں بچوں اور بچیوں کے کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی تمام اسامیوں پر اساتذہ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں یا کہاں کہاں پر خالی ہیں نیز کتنے طلباء پر ایک اساتذہ مقرر کیا جاتا ہے۔

(ج) ایسے کتنے سکول ہیں جو چار دیواری، واش رومز، بجلی اور کمپیوٹر لیب کے بغیر ہیں تفصیل بتائی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) حلقہ پی پی-95 چنیوٹ میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:

سکول	بوائز	گرلز	کل تعداد
ہائی سکول	15	08	23
مڈل سکول	14	17	31
پرائمری سکول	68	92	160
کل تعداد	97	117	214

(ب) حلقہ پی پی-95 کے سکولوں میں اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

منظور شدہ اسامیاں	1512
تعینات اساتذہ کی تعداد	1387
خالی اسامیاں	125

پرائمری سکولوں میں 40 طلباء پر ایک استاد مقرر کیا جاتا ہے۔ مڈل اور ہائی سکولوں میں 50 طلباء پر ایک استاد مقرر کیا جاتا ہے۔ خالی اسامیوں کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حلقہ پی پی-95 کے تمام ہائی سکولوں میں بنیادی سہولیات (چار دیواری، واش رومز، بجلی اور کمپیوٹر لیب) موجود ہیں جبکہ 15 گرلز مڈل سکولوں اور 14 بوائز مڈل سکولوں میں کمپیوٹر لیب موجود نہ ہے۔ اس کے علاوہ تمام بنیادی سہولیات (چار دیواری، واش رومز اور بجلی) میسر ہیں نیز تمام بوائز و گرلز پرائمری سکولوں میں بنیادی سہولیات

موجود ہیں۔ محکمہ کی جاری پالیسی کے تحت پرائمری سکولوں میں کمپیوٹر لیب قائم نہیں کی جاتی ہے۔

فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ایوب کالونی کی تعمیر کی لاگت اور کلاسز کے اجراء نہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

62: جناب محمد طاہر پرویز: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول ایوب کالونی فیصل آباد کی عمارت کب تعمیر ہوئی، کتنی لاگت آئی؟

(ب) اس سکول میں ابھی تک کلاسوں کے اجراء نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت اس سکول کا کب تک اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) اس سکول میں کب تک ٹیچرز اور دیگر عملہ مع ضروری سامان فراہم کر دیا جائے گا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) مذکورہ سکول 1980 میں قائم ہوا جس کی عمارت چار کمروں پر مشتمل تھی۔ سال 2011 میں اسے اپ گریڈ کر کے ایلیمنٹری سکول کا درجہ دے دیا گیا اور مزید چار کمرے تعمیر کئے گئے جس پر 3.420 ملین لاگت آئی۔ سال 2018 میں سکول ہذا میں مزید چار کمرے تعمیر کئے گئے جس پر 7.035 ملین لاگت آئی۔

(ب) مذکورہ سکول میں باقاعدگی سے کلاسز ہو رہی ہیں۔

(ج) مذکورہ سکول میں باقاعدگی سے تدریسی عمل جاری ہے۔

(د) مذکورہ سکول میں ٹیچرز اور دیگر عملہ تعینات ہے اس سکول میں ٹیچرز کی کل 16 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے 13 اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں اور خالی تین اسامیاں پر بھی آئندہ ہونے والی بھرتی میں گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ٹیچرز بھرتی کر کے تعینات کر دی جائیں گی۔ مذکورہ سکول میں تمام ضروری سامان بھی موجود ہے۔

بہاولپور میں سرکاری سکولوں کی تعداد اور خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

63: جناب ظہیر اقبال: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں گرلز و بوائز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) ان سکولوں میں کتنی اسامیاں ٹیچرز اور دیگر عملہ کی خالی پڑی ہیں؟

(ج) کون کون سے سکول ٹیچرز کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں؟

(د) کون کون سے سکول کی عمارات بن چکی ہیں مگر ان میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا اور عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں؟

(ہ) حکومت کب تک ان سکولوں میں ٹیچرز و دیگر عملہ تعینات کرنے مع missing facilities فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) ضلع بہاولپور میں بوائز و گرلز سرکاری سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:

بوائز سکولز	تعداد	گرلز سکولز	تعداد
بوائز پرائمری سکول	636	گرلز پرائمری سکول	543
بوائز مڈل سکول	122	گرلز مڈل سکول	176
بوائز ہائی سکول	89	گرلز ہائی سکول	72
بوائز ہائر سیکنڈری سکول	11	گرلز ہائر سیکنڈری سکول	14
ٹوٹل	858	ٹوٹل	805

(ب) مندرجہ بالا سکولوں میں مردانہ اساتذہ کی 213 اسامیاں خالی ہیں جبکہ دیگر عملہ کی 681 اسامیاں خالی ہیں۔اسی طرح خواتین اساتذہ کی 346 اور دیگر عملہ کی 67 اسامیاں خالی ہیں۔ہائی اور ہائر سیکنڈری (بوائز و گرلز) سکولوں میں اساتذہ کی 359 اور دیگر عملہ کی 130 اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ضلع ہذا میں کوئی سکول ایسا نہ ہے جو ٹیچر کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑا ہو۔

(د) ضلع ہذا میں صرف ایک سکول گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بخش والی ہے جس کی عمارت بن چکی ہے لیکن محکمہ بلڈنگ نے سکول کی عمارت کو ابھی محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں کیا ہے۔

(ہ) حکومت ضلع بہاولپور کے سرکاری سکولوں میں اساتذہ و دیگر عملہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور آئندہ ہونے والی بھرتی میں ضلع بہاولپور کے سرکاری سکولوں میں اساتذہ اور دیگر عملہ تعینات کر دیا جائے گا۔سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی

فراہمی کے لئے بجٹ کی منظوری اس وقت آخری مراحل میں ہے۔ منظوری ہونے پر نہ صرف بہاولپور کے سکولوں میں بلکہ صوبہ بھر کے سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

بہاولپور: گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بنڈہ غلام حسین کی تعمیر اور طالبات سے متعلقہ تفصیلات

67: جناب ظہیر اقبال : کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بنڈہ غلام حسین ضلع بہاولپور کب تعمیر ہوا تھا؟

(ب) اس میں کتنی طالبات زیر تعلیم ہیں، کلاس وار تفصیل دی جائے؟

(ج) اس میں کتنی ٹیچرز تعینات ہیں۔ کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) حکومت کب تک اس سکول میں ٹیچرز تعینات کرنے اور دیگر ضروری فرنیچر و سامان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) سکول مذکورہ کی تعمیر سال 2010 میں ہوئی ہے لیکن دشوار گزار علاقہ اور پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولیات نہ ہونے کے باعث معلّمات نوکری سے استعفیٰ دیتی رہیں جس کے باعث سکول 2017 تک بند رہا تاہم 2017 میں ہونے والی تقرری میں دو معلّمات کو سکول میں تعینات کیا گیا جو جانفشانی سے اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔

(ب) مذکورہ سکول میں اس وقت 80 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ کچی کلاس میں 42، اوّل میں 28 اور سوئم میں 10 طالبات ہیں۔

(ج) مذکورہ سکول میں معلّمات کی منظور شدہ اسامیاں دو ہیں اور دو ہی معلّمات تعینات ہیں۔ کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(د) مذکورہ سکول میں اس وقت دو معلّمات اپنے فرائض سر انجام دے رہی ہیں۔ تاہم محکمہ کی جاری پالیسی کے مطابق ہر پرائمری سکول میں اساتذہ کی تعداد 4 کر دی گئی ہے۔ حکومت کی جانب سے ایجوکیٹرز کی بھرتی کے احکامات ملنے کے بعد مذکورہ سکول میں مزید دو ٹیچرز تعینات کر دیئے جائیں گے۔ سکول میں فرنیچر موجود ہے۔

گوجرانوالہ شہر میں پرائیویٹ سکولز کی رجسٹریشن اور سلیبس سے متعلقہ تفصیلات

98: چودھری اشرف علی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل کتنے پرائیویٹ سکولز رجسٹرڈ نہ ہیں؟

(ب) پرائیویٹ سکولز کی رجسٹریشن کا معیار کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ سکولز مالکان نے اپنا اپنا سلیبس اور فیس مقرر کر رکھی ہے جو کہ عام لوگوں کی پہنچ سے باہر ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ بالا سکولز کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں 153 سکولز غیر رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) پرائیویٹ سکولز کی رجسٹریشن کا معیار درج ذیل ہے:

1- سکول کی عمارت کا مضبوط اور ہوادار ہونا

2- صحت و صفائی کا معیاری ہونا

3- سکیورٹی کے حوالے سے محفوظ ہونا

4- سکول میں کسی خاص مذہبی فرقے کی تعلیم کا پرچار نہ ہونا

5- کسی سیاسی یا وطن دشمن جماعت سے کوئی تعلق نہ ہونا

6- سلیبس کا معیاری ہونا اور 50 فیصد اساتذہ کو پیشہ ورانہ تعلیم کا حامل ہونا۔

(ج) محکمہ سکول ایجوکیشن کی جانب سے پرائیویٹ سکولوں کو واضح ہدایات ہیں کہ وہ "پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ" کا ہی نصاب پڑھائیں اسی طرح اعلیٰ سطح کے نجی تعلیمی اداروں کو یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ غیر ملکی تعلیمی تنظیموں کے تحت ہونے والے امتحانات کی تیاری کے لئے طالب علموں کو ایسا نصاب نہ پڑھائیں جو نظریہ اسلام یا قومی اُمنگوں کے خلاف ہو۔ جہاں تک فیس کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گزارش ہے کہ عدالتی احکامات کی روشنی میں تمام نجی سکولوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ مقرر کردہ فیس سے زائد وصول نہ کریں۔

(د) سوال ہذا کے ضمن میں گزارش ہے کہ زائد فیس لینے پر چھ سکولوں کے خلاف کارروائی کی گئی اور انہیں شوکاز نوٹسز جاری کئے گئے ہیں جن پر کارروائی جاری ہے۔ اسی طرح

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ کے نصاب کے علاوہ اگر کوئی پرائیویٹ سکول اپنے الگ نصاب کے مطابق تدریس کروا رہا ہے تو محکمہ کے نوٹس میں آنے پر فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سیالکوٹ: گورنمنٹ ہائی سکول فار بوائز جامکے میں ایگزامینیشن ہال کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

117: محترمہ کنول پرویز چودھری: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول فار بوائز جامکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایگزامینیشن ہال کی تعمیر re-construction سکیم کے تحت شروع کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹھیکیدار تعمیر کا کام چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور تعمیر ہال التواء کا شکار ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ منصوبہ جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ ہائی سکول فار بوائز جامکے چیمہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایگزامینیشن ہال کی تعمیر re-construction سکیم کے تحت 2017-18 میں منظور ہوئی جس کی لاگت 4.635 ملین ہے۔

(ب) درست ہے۔ ایگزامینیشن ہال کی تعمیر کا کام تعطل کا شکار ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ بلڈنگ کل وصول شدہ رقم 4.635 ملین میں سے مبلغ 2.510 ملین مورخہ 30.06.2018 تک خرچ کر سکا۔ باقی ماندہ رقم کی re-authorization کے لئے چیف ایگزیکٹو آفیسر (ڈی ای اے)، سیالکوٹ کی جانب سے درخواست محکمہ میں موصول ہو چکی ہے۔ سالانہ ترقیاتی منصوبہ برائے سال 2018-19 میں رقم مختص کر دی گئی ہے اور جلد ہی جاری کر دی جائے گی جس سے ہال کی باقی ماندہ تعمیر کا کام مکمل ہو جائے گا۔

فیصل آباد: گورنمنٹ گرلز مڈل سکول طارق کالونی ماموں کانجن کی اپ گریڈیشن سے متعلقہ تفصیلات

165: جناب محمد صفدر شاکر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول طارق کالونی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کو حکومت ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (جناب مراد راس):

چیف ایگزیکٹو آفیسر (ڈی ای اے) فیصل آباد کی جانب سے موصول شدہ رپورٹ مورخہ 24.10.18 کے مطابق مذکورہ سکول حکومت کی منظور شدہ اپ گریڈیشن کی شرائط پر پورا اترتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو آفیسر (ڈی ای اے) فیصل آباد کی جانب سے مطلوبہ رقم کی منظوری کی استدعا کی گئی ہے۔ ضروری چھان بین کے بعد مذکورہ سکول کو آئندہ مالی سال کے دوران ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے گا۔

صوبہ میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں اوران میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

201: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) صوبہ بھر میں سپیشل ایجوکیشن کے تمام اداروں میں بچوں کی کتنی تعداد تعلیم حاصل کر رہی ہے ؟

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں اس وقت کتنے سپیچ تھراپسٹ فرائض سرانجام دے رہے ہیں ؟

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں موجود فزیکل ٹیچرز کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق):

(الف) صوبہ بھر میں سپیشل ایجوکیشن کے تمام اداروں میں زیر تعلیم بچوں کی کل تعداد 32,182 ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں سپیچ تھراپسٹ (بی ایس۔17) کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 220 ہے جن میں سے 162 سپیچ تھراپسٹ اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن میں فزیکل ایجوکیشن ٹیچرز (بی ایس۔11) کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 86 ہے جن میں سے 22 فزیکل ایجوکیشن ٹیچرز پرائمری سکولز میں فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
اس کے علاوہ انسٹرکٹر فزیکل ایجوکیشن (بی ایس۔17) کی کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 68 ہے جن میں سے 50 انسٹرکٹر فزیکل ایجوکیشن سیکنڈری سکولز میں فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔ تفصیل (چ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں سپیشل ایجوکیشن کے اداروں اور بچوں کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

204: جناب نصیر احمد: کیا وزیر سپیشل ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں سپیشل ایجوکیشن کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے حکومت کے ادارے کتنے ہیں اور پرائیویٹ رجسٹرڈ ادارے کتنے ہیں؟

(ج) حکومت کے اداروں میں بچوں کی کتنی تعداد تعلیم حاصل کر رہی ہے، تفصیل ادارہ وار بتائیں؟

وزیر خصوصی تعلیم (جناب محمد اخلاق):

(الف) لاہور میں سپیشل ایجوکیشن کے 26 ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کے تحت کام کرنے والے سپیشل ایجوکیشن کے اداروں کی تعداد 22 ہے۔ تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ پرائیویٹ ادارے جو سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں ان کی تعداد 4 ہے۔ تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سپیشل ایجوکیشن لاہور کے حکومتی اداروں میں 3,336 سپیشل بچے زیر تعلیم ہیں۔ ادارہ وار تفصیل (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 20/2018 چودھری اشرف علی کی ہے جو move ہو چکی ہے اور اس کا منسٹر ہیلتھ نے جواب دینا ہے۔ جی، منسٹر ہیلتھ!

پرائیویٹ کلینیکل لیبارٹریز کی ناجائز منافع خوری

(۔۔۔جاری)

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر / سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن (محترمہ یاسمین راشد): جناب سپیکر! میں اس تحریک التوائے کار کے جواب میں یہ بتادیتی ہوں کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 5۔ستمبر 2018 میں بیان کردہ مسئلہ کے حوالے سے معزز ایوان کی اطلاع کے لئے واضح کیا جاتا ہے کہ صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے بشمول لیبارٹریوں میں مہیا کی جانے والی سہولیات کا غیر معیاری ہونا ایک دیرینہ مسئلہ رہا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کا ادارہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن ایکٹ 2010 کے تحت عمل میں لایا گیا۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن 12-2011 میں اپنے قیام کے بعد صحت کی سہولیات فراہم کرنے والے تمام ادارے بشمول لیبارٹریوں میں سہولتوں کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کام کا آغاز کرتے رہے اور ان اداروں کی رجسٹریشن اور لائسنسنگ کا عمل شروع کیا۔ رجسٹرڈ لیبارٹریوں کی جانب سے درست اور معیاری ٹیسٹ و رپورٹس کو یقینی بنانے کے لئے پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن نے minimum service delivery policy وضع کر لی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ایک منٹ۔ Order in the House۔

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر / سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن (محترمہ یاسمین راشد): جناب سپیکر! حکومتِ پنجاب کی باقاعدہ منظوری کے بعد اطلاق تمام لیبارٹریوں پر کیا جا رہا ہے۔ قواعد کے تحت کسی لیبارٹری کو بغیر مستند، رجسٹرڈ اور تربیت یافتہ سٹاف کے کام کرنے کی اجازت نہیں ہے اور جیسے ہی کسی ایسے معاملے کا پتا چلتا ہے تو کمیشن کا Anti-quackery cell ضلعی حکومت کی معاونت سے قواعد کے خلاف کام کرنے والی لیبارٹریوں کو کام کرنے سے روک دیتا ہے۔ اب تک صوبہ پنجاب میں 788 لیبارٹریوں کو کام

کرنے سے روک دیا گیا ہے جن میں سے 40 ضلع راولپنڈی میں ہیں۔ کمیشن کے قواعد کے تحت علاج میں غفلت یا غیر ذمہ داری کی شکایت کی صورت میں مروجہ قوانین کے مطابق تحقیقات کے بعد ذمہ دار اداروں اور انتظامیہ کے خلاف مناسب قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کا ریجنل آفس سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقع ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ چکا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 131/2018 چودھری اشرف علی کی ہے یہ بھی move ہو چکی ہے اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، منسٹر ہیلتھ!

گوجرانوالہ میں زائد المیعاد ممنوعہ ادویات کی سر عام فروخت

(---جاری)

وزیر پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر / سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن (محترمہ یاسمین راشد): جناب سپیکر! محترم ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب چودھری اشرف علی کی تحریک التوائے کار 131/2018 پانچویں اجلاس میں پیش کردہ کا جواب حاضر خدمت ہے جس میں محترم ممبر نے روزنامہ "قومی فیصلے" کی اشاعت مورخہ 9-نومبر 2018 کی خبر کا حوالہ دیا۔ اس خبر کے مطابق میڈیکل سٹوروں میں زائد المیعاد ممنوع ادویات کی فروخت جاری ہے اور محکمہ ہیلتھ کے متعلقہ افسران نے گزشتہ کئی سالوں سے ڈرگ انسپکٹرز کی کارکردگی کی مانیٹرنگ نہیں کی۔

جناب سپیکر! میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ حکومتِ پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے تعین کردہ ڈرگ انسپکٹرز وقتاً فوقتاً اپنے علاقے میں موجود میڈیکل سٹوروں اور pharmacies پر موجودہ ادویات کی expiry date کو چیک کرتے ہیں اور اگر کوئی میڈیکل سٹور و فارمیسی زائد المیعاد ادویات یا نشہ آور ممنوع ادویات کے فروخت میں ملوث پائے جاتے ہیں تو ان کے خلاف ڈرگ ایکٹ 1976 کے تحت قانونی کارروائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! علاوہ ازیں ان ادویات کے نمونہ جات تجزیہ کے لئے DTL بھیجا جاتا ہے اور اگر DTL کی رپورٹ کے مطابق یہ ادویات غیر معیاری ہوں تو ان کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں۔ حکومتِ پنجاب پرائمری اینڈ سیکنڈری ہیلتھ کیئر کے ڈرگ انسپکٹروں نے گوجرانوالہ ڈویژن میں گزشتہ سال 2018 میں اب تک مختلف میڈیکل سٹوروں اور pharmacies پر

76 سے زائد المیعاد اور 37 ناقص ادویات کی خرید و فروخت کے کیس رپورٹ کئے ہیں اور ان کے مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کی تفصیل لف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

خوراک وزراعت پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر خوراک اور زراعت پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز متعلقہ منسٹر کی تقریر سے ہوگا تاہم دیگر ممبران جو بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے نام دے دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ خوراک اور زراعت پر بحث کا آغاز کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔ سردار اویس احمد خان لغاری!

سردار اویس احمد خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنی chair جو اوپر ہے کی بجائے یہاں بولنے کی اجازت دی۔ I am very grateful for that کیونکہ میں اس issue پر اپنی اپوزیشن کی طرف سے opening speech کر رہا ہوں تو میں آپ سے یہ بھی اجازت چاہوں گا کہ 15 یا 18 منٹ مجھے بولنے کی اجازت دے دیں گے تو میں جلدی wind up کرنے کی کوشش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل آپ بات کریں۔

سردار اویس احمد خان لغاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر ہم سب کو معلوم نہیں ہے تو ہونا چاہئے کہ یہ بہت اہم ہے کہ پنجاب کے اندر زراعت کا شعبہ اس صوبے کی 26 فیصد جی ڈی پی کے اوپر مشتمل ہے۔ آپ کے پورے صوبے کی 26 فیصد economy depend ہی زراعت کے اوپر کر رہی ہے اور آپ کے اسی صوبے کے اندر 40 فیصد لوگ جو employed ہیں اور جو work force ہے وہ اسی زراعت کے شعبے سے منسلک ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی درست بات ہے کہ آپ لوگ چاہے الیکشن کے اندر یہ پی ٹی آئی claim کرے اور پھر بعد میں پھر جائے لیکن میں جنوبی پنجاب کو صوبہ ہی سمجھتا ہوں۔ آپ لوگ بنائیں نہ بنائیں اللہ آپ کو ایمان کی پختگی دے اور ایک دن بنا لیں لیکن صوبہ جنوبی پنجاب کا حصہ جو بنتا ہے اس کے اندر جی ڈی پی تقریباً 60 فیصد سے زیادہ ایگریکلچر contribute کر رہا ہے اور اس کے اندر 80 فیصد work force جتنے لوگ کمائی کرنے والے ہیں ان میں سے تقریباً 80 فیصد جنوبی پنجاب کے خطے میں سے جو نیلے پیلے رنگ کی پٹیاں باندھ کر الیکشن سے پہلے بڑے claim کئے تھے اور پھر اس سے پھر گئے تو 80 فیصد work force جنوبی پنجاب کی ایگریکلچر سے ہے۔ گو اس حکومت نے لکھا ہے 60 فیصد اور ہم 60 فیصد ایگریکلچر کو grow کروائیں گے 3.4 سے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ انہوں نے اگلے تین سال کے لئے، اس سال کی جو مجبوریوں کی رٹ انہوں نے لگائی ہوتی ہے وہ ایک طرف رکھیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اور ہماری مجبوری ہیں کیونکہ ہمیں تو بجٹ بنانے کے لئے صحیح طرح سے وقت نہیں ملا اور وزراء صاحبان جلدی میں آئے اور حلف لیا۔ ایک دم بجٹ پیش ہو گیا تو اگلے دو سالوں کے اندر یعنی تین سال کا ان کا expenditures کا جو frame work ہے جو انہوں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی کتاب میں شائع کیا ہے، اس میں اندر اگلے تین سالوں کے لئے انہوں نے اس اہم محکمے کو اور اس سارے سیکٹر کے لئے کل 21-ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ 7-ارب روپے سالانہ ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کا پورا حساب بھی آپ کو بتاتا ہوں کہ 7-ارب روپے سالانہ میں سے 6.3-ارب روپے اس سال، 6.6-ارب روپے اگلے سال اور 5.9-ارب اس سے اگلے سال کے لئے ہیں تو ان 7-ارب روپے میں سے یہ سارا پیسا ایگریکلچر سیکٹر میں صرف واٹر مینجمنٹ کی مد میں جا رہا ہے یعنی

> Agriculture extension, agriculture research, agriculture education, economic, marketing skills, agriculture mechanization, soil survey and profiling

جناب سپیکر! ان تمام چیزوں میں ان کی سوچ، ان کی عقل، ان کی سمت اور ان کے great نیا پاکستان جو ایگریکلچر کے اوپر جس کی economic growth ہوگی اس کے اندر صرف 600 ملین روپے، 500 ملین روپے اور 400 ملین روپے یعنی 40,50 اور 60 کروڑ روپے

اس سیکٹر کے سب سیکٹرز کے اندر اگلے تین سالوں میں خرچ ہوگا۔اس سے زیادہ تضحیک،اس سے زیادہ non importanceآپ ایگریکلچر کو دے ہی نہیں سکتے۔

جناب سپیکر!ریسرچ پر کوئی پیسے مختص نہیں کئے۔ ریسرچ ایگریکلچر ہماری آئندہ کی growthکی backboneہے اور یہ اٹھ کر کہیں گے کہ آپ نے کیا کیا اور 70 سالوں میں کیا ہوا؟ میں یہ ساری چیزیں وہ کہہ رہا ہوں جو نہیں ہوئیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو آپ نے کرنی ہیں، اگلے پانچ سالوں کے اندر اس کا امتحان آپ سے لیا جائے گا۔ایگریکلچر ریسرچ میں آپ کے پاس breedingکی کوئی خاص نئی قسم اور veritiesکا آنا مشکل ہے اور آپ کے ریسرچ انسٹیٹیوٹس تو پہلے سے مرے پڑے ہیں،آپ لوگ اور further lack of fundsکی وجہ سے ان کو قبر کے اندر اتار کے ہمیشہ کے لئے انہیں کفن پہنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!Emphasis on qualityاور yieldایگریکلچر پر اس بجٹ کے اندر یا کسی پالیسی کا قطعاً کوئی حصہ ہے،آپ لوگوں نے quality improvementکی بات کی ہے اور نہ ہی yields improvementکی بات کی ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میں ایک citrus growerہوں اور آج تک پنجاب کے اندر اور آج بھی اس "نئے پاکستان" کے اندر ایگریکلچر extensionکا کوئی افسر یہ نہیں بتا سکتا ہے کہ مالٹے کی کوالٹی کو کس طرح بہتر کر سکتے ہیں۔ ہم ریسرچ انسٹیٹیوٹس کے اندر دروازے کھٹکھٹاتے ہیں لیکن کوئی نہیں جانتا کیونکہ اس کے لئے آپ نے fundingہی نہیں کی اور H&Rنہیں ہے۔H&R developmentنہیں کریں گے، اس پر فنڈ خرچ نہیں کریں گے تو آپ کی ایگریکلچر کی کوالٹی اور improvementکیسے آئے گی؟

جناب سپیکر!اب yieldکے اندر کیا کیا ہے،ایگریکلچر extensionڈیپارٹمنٹ کئی دہائیوں سے failہے اور مزید failہونے کی طرف آپ لوگ اسے لے کر جا رہے ہیں۔ اسی ایگریکلچر extensionڈیپارٹمنٹ نے کبھی زمیندار کو نہیں بتایا کہ ایک پودا جو اگتا ہے تو اس پودے کا ایک leaf analysisہوتا ہے اور ایک soil analysisہوتا ہے اور ان دونوں کو دیکھ کر آپ اس کی کھاد اور fungicidesوغیرہ کا decideکر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی leaf analysisکی لیبارٹریاں بند پڑی ہیں،ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے اندر میں نے دو مہینے پہلے "نئے پاکستان" کی لیبارٹری کے اندر ایک نمونہ leaf analysisکے لئے بھیجا اور اس کے پورے پیسے دینے کی offerکی اور ہر چیز کی فیسیں دیں آج دو مہینے ہو گئے ہیں لیکن کوئی resultاس میں سے نہیں نکلا۔ زراعت کمیونٹی کے اندر سب سوئے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایک ایک تحصیل کے اندر صرف

ایکpest scoutingکے لئے بندہ بیٹھا ہوا ہے جو آپ کا افسر ہے۔ایک ایک تحصیل جو لاکھوں ایکڑ پر مشتمل ہوتی ہے تو آپ اس کے اوپر ایکPest Scouting Officerکے ساتھ "نئے پاکستان" کے اندر ایگریکلچر بڑھائیں گے؟ آپ کے اس سال کے بجٹ کے اندر جہاں جنوبی پنجاب کے80فیصد لوگwork forceسےrelatedہیں، آپ لوگوں نےpest scoutingکے لوگوں کو رکھنے کے لئے پیسے کا تعین کیوں نہیں کیا؟ اگر ہم سے غلطیاں ہوئیں تو آپ نے ٹھیک کیوں نہیں کیں؟ آپ نے اگلے تین سالوں کے اندر آپ کےmedium term frame work کے اندر اس وقت ایگریکلچرextensionیاpest scoutingکے لئےfurther employment کاplanہے ہی نہیں اور آپ کے بجٹ کا حصہ ہی نہیں ہے۔آپ اس سال کی بات کر رہے ہیں، آپ اگلے تین سالوں کی بات کریں۔

جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے پرسوں ایگریکلچر اور فوڈ پر آج کے لئے بحث رکھوائی جس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔شوگر کین کی بات ہوئی تو اس دن سید حسن مرتضیٰ نے جو بات کی وہ درست ہے کہ اس حکومت میں بھی شوگر کین کےownersتھے وہat the helm of affairsتھے اور آج بھی ہیں جو آپ کی شوگر کین کی انڈسٹریfarmersکےinterestکو بالکل کنٹرول کرتی ہے اور جوfarmerکےinterestکے اندر صحیح ہو تو وہ اسے نہیں کرنے دیتے بلکہ صرف اپنےinterestکوsafeguardکرتے ہیں۔آج کی ای سی سی کیmeetingاور cabinet meetingsمیں اور ادھر پورے پنجاب کے اندرrepresentation of sugar mills industryبالکل پوری ہے۔ان کو تو چاہئے کہ شوگر ملز ایسوسی ایشن ختم کر دیں کیونکہ یہ ہر کابینہ کے اندر ماشاء اللہ ہوتے ہیں اور اس کابینہ کے اندر بھی ہیں۔شوگر مل کاinterest watchکیوں نہیں ہو رہا؟ آج تک اس پاکستان کے اندر70سالوں میں شوگر کین کےpermits کی اجازت کی ضرورت کیوں پڑتی ہے؟ یہ "نئے پاکستان" والےpermitsکوopen and freeکیوں نہیں کرتے اورMarket forcesکو کیوں نہیںoperateکرنے دیتے؟ ہر ایک کوئی 500ٹن کی ملز لگائے گا، کوئی100ٹن کی لگائے گا اور کوئی4000ٹن کی لگائے گا۔جبfailہو رہے ہوں گے تو انڈسٹری بند ہو جائے گی اور وہautomatically market equilibrium جو ہے وہattainہو جائے گا،farmerکا بھی اس میںinterest maintainرہے گا، industrialistکا بھیinterest maintainرہے گا۔

جناب سپیکر! یہ آج کل کے زمانے میں کیوبا اور روس کی طرح permit دینے والے ہم لوگ بھی کون ہوتے تھے اور آپ لوگ کون ہیں؟ آپ اس "نئے پاکستان" کے اندر شوگر ملز کے permits کو ختم کیوں نہیں کرتے؟ اب جس طرح ایک زمیندار ہے تو اسی طرح آپ ایک industrialist کو کیوں نہیں treat کرتے؟

جناب سپیکر! گندم کا کیا ہوا ہے کہ 1300 روپے فی من control rate ہے یعنی support price ہے تو کیا ان کی حکومت نے اس support price کو بڑھایا ہے؟ ڈی اے پی کھاد مہنگی ہوئی ہے کہ نہیں، یوریا مہنگی ہوئی ہے کہ نہیں اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا کہ نہیں؟ چلو کہتے ہیں کہ ہم نے ایگریکلچر ٹیوب ویلوں کے rates کم کر دیئے ہیں۔ اگر 10 یا 11 لاکھ ٹیوب ویل ہیں تو اس میں سے صرف ایک لاکھ ٹیوب ویل بجلی سے چلتے ہیں اور باقی 10 لاکھ ٹیوب ویل پیٹر انجن کے ذریعے چلتے ہیں، وہ بے چارہ پیٹر انجن چوری بھی ہوتا ہے، وہ بے چارہ پیٹر انجن overhaul بھی ہوتا ہے اور وہ بے چارہ انجن موبل آئل بھی کھاتا ہے تو اس کے سارے expenses اوپر ہی گئے ہیں جس سے ہماری cost of inputs اوپر گئی ہیں۔ اس "نئے پاکستان" کی حکومت نے زراعت کے شعبے میں جنوبی پنجاب کی جو 80 فیصد work force ہے تو انہوں نے support price کو review کیوں نہیں کیا اور انہوں نے cost of production کے مطابق اس کو کیوں نہیں adjust کیا؟ Subsidies lack کر رہی ہیں اور zoning نہیں ہے۔ ملک نعمان احمد لنگڑیال ہمارے پرانے colleague ہیں بہت capable ہیں، ان کو فنڈز کون دے گا، یہ حکومت ان کے محکمے کو کیوں فنڈز نہیں دیتی؟ یہ funding کے بغیر کچھ نہیں کر سکیں گے۔ آپ لوگ zoning کی پالیسی لائے ہیں؟ نئے پاکستان کے اندر تو بہت کچھ ہونا تھا zone کا پتا بھی ہے کہ کیا ہوتا ہے؟ جہاں آپ کے salinity salt اور پانی کے issues ہیں۔ ہر ایریا کے مطابق حکومت یہ بتاتی ہے کہ کس ایریا میں کیا چیز grow کرو یہ اس سے زیادہ grow نہیں کر سکتے اس سے ہمارے پانی کے اوپر پریشر آئے گا۔ ڈیم بناؤ ڈیم ضرور بناؤ لیکن شوگر کین جتنی مہنگی ہے پانی کے اوپر بنا رہے ہو اُس کو تو کم کرو، اس قسم کی پالیسی کبھی crops کی zoning کی ہے؟ زیر زمین پانی کو اس نئے پاکستان والوں نے rationing کی بات کی ہے۔ زیر زمین میٹھے پانی کو ہمارا ملک 70 سال سے pumping کرتے جا رہا ہے اُس پانی کی pumping کو controlled کرنے کے لئے ان کی کوئی پالیسی ہے؟

جناب سپیکر!انہوں نے کچھ بتایا ہے کہ نہری پانی کے علاوہ جو بھی پانی کی pumpingکرے گا وہ صرفefficient irrigation systemکے ذریعے ہو سکتا ہے، وہ صرفdripکے ذریعے ہو سکتا ہے، وہ صرفsplinterکے ذریعے ہو سکتا ہے۔لوگ کہیں گے ہمارے پاس انوسٹمنٹ کے لئے پیسے نہیں ہیں تو اُنہیں پیسے دو اور سبسڈیprogrammesدو، چین دے رہا ہے، امریکہ دے رہا ہے، برطانیہ دے رہا ہے، ہندوستان دے رہا، یواے ای دے رہا ہے، کوریا دے رہا ہے اور آسٹریلیا دے رہا تو آپ بھی دو۔اُسی پانی سے دس مربع باغ اُگا سکتے ہو تو اُس سے ایک مربع باغ اُگانے کی اجازت کیوں نہیں دے رہے ہو؟

جناب سپیکر!چیف جسٹس آف پاکستان کے یہ چیز دھیان میں نہیں آرہی، ڈیم بنائیں لیکن پانی کوconserveتو کریں یہ بھی ان کی ایگریکلچر پالیسی کا حصہ نہیں ہے۔اریگیشن سیکٹر اس سے بہت منسلک ہے۔اس صوبہ کے اندر آپ کےirrigation infrastructureکی replacement cost 1600-ارب روپے ہے۔اُس کو صرفmaintainکرنے کے لئے سالانہ 2-ارب روپے چاہئیں۔آپ کی حکومت نے اریگیشن کے سیکٹر کو صرف 19-ارب روپے کیallocationکی ہے جبکہ 200-ارب روپےreplacementکی سالانہ maintenance کے لئے چاہئیں۔آپ بیڑا غرق کر رہے ہیں اور پہلے بھی بیڑا غرق ہو رہا تھا۔اب تو ماشاءاللہ اُس کے اوپر اور تیزی آگئی ہے۔آپ نے ایگریکلچر کمیونٹی کا کبھی سوچا ہے؟آپ کی ہرdistributary ہمارےruralعلاقوں میں اور جوminorہے اُس کے اندر بے چارہ کسان آج پانی لگانے سے بیمار ہوتا ہے۔ہرrural areaکی سیوریج اور ڈرینج اُسdistributaryکے اندر جا رہی ہے۔اُس نہر کا پانی جو پہلے صاف ہوتا تھا وہ گندا ہو چکا ہوا ہے۔ایگریکلچرcropsاور فوڈ کے اندرtoxicityآرہی ہے۔اُس کی پالیسی کہیں سنی، کسی نے میڈیا میں دیکھا اور کسی نے اسمبلی میں اس کی گونج سنی۔ان لوگوں نے کم از کم اُس کی سمت اختیار کی ہے اور کہاں ہے اُن کی پالیسی بتائیں؟

جناب سپیکر!ہم آپ کے ساتھ بحث ہی اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آپ لوگ ان چیزوں کوincorporateکریں۔اگر آج تک نہیں کیا تو ہم سے سیکھ لیں ہم آپ کو بتا رہے ہیں کہ اس میں اس بات کوincorporateکریں۔آپ فوڈ کےtoxicity levelکو چیک کریں جوagriculturistکی زمینوں میں سے باہر آرہی ہے۔پانی آپ کے اس پورے اریگیشن سسٹم

میں سے باہر سے غائب ہو رہا ہے تو یہ تمام جو ایسی چیزیں ہیں جس پر بہت غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ فوڈ سے related livestock کا معاملہ ہے یہ wheat اور livestock آپ کی basically food supply chain ہے۔ پچھلے پانچ سال میں لائیو سٹاک کے اندر بہت اچھا کام ہوا ہے اُس کے رزلٹ بھی آئے ہیں۔ لائیو سٹاک کے سیکٹر کے اندر ½9۔ارب روپے جو پچھلے سال funding تھی۔ آپ اس سال 2۔ارب روپے پر آ گئے ہیں۔ آپ کی veterinary facilities قلت کا شکار ہیں۔ آپ کی کوئی value addition نہیں ہے۔ آپ کے range land areas جتنے بھی ہیں وہ یا بہاولپور کے روہی کے علاقوں میں ہیں یا راجن پور کے صحراؤں میں ہیں یا ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے پہاڑوں میں ہیں۔ بدقسمتی سے یہ علاقے جنوبی پنجاب میں ہیں پہلے بھی یہی سلوک تھا اور آج اُس سے بدتر سلوک ہو رہا ہے۔ صوبے کی یوٹرن مارنے کے بعد لائیو سٹاک کی funding بھی آپ ½9 سے 2۔ارب پر لے آئے ہیں۔ ½9۔ارب روپے سے 2۔ارب روپے پر لے کر آنے کا مطلب ہے کہ کوہ سلیمان کے پہاڑوں کے اندر جہاں بلوچ اقوام رہتی ہیں وہاں veterinary facilities اور بھی کم ہوں گی، دوائیاں اور بھی کم ملیں گی جو پہلے سے غائب ہوتی تھیں۔ یہ تمام وہ چیزیں جس پر حکومت کو میں آپ کے توسط سے urge کروں گا اور آپ کو مبارکباد پیش کروں گا اور شکریہ ادا کروں گا کہ اس ہاؤس کے اندر جو سب سے پہلی debate اور discussion تھی وہ آپ نے زراعت اور خوراک پر بحث رکھی اور

> I hope and pray and I seriously insist that the Government makes some kind of advisory group across the political divide on the issue of agriculture, water and food.

جناب سپیکر! تاکہ آپ کی جو اگلے پانچ سال کی حکومت ہے اُس کے اندر کچھ تو headway عقل والا استعمال ہو رہا ہو کیونکہ اس وقت ایک طرف سے تو یہ بالکل خالی کاغذ ہے ان لوگوں کی policy is just one plane white paper کوئی understanding نہیں ہے اور کوئی ان کی direction نہیں ہے۔ تین ماہ نہیں آپ سال لیں ہمیں سمت تو دکھا دیں، ہمیں سمت دکھا دیں تاکہ ہم لوگ کم از کم اُس کی تسلی کے اندر بیٹھیں اور اُس تسلی کے اندر کم از کم hope تو ہو اس صوبے کے اندر فوڈ اور ایگریکلچر کے سیکٹر میں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سردار صاحب!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ادھر concern Ministry کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ They should take notice?

وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال): جناب سپیکر! جی، بیٹھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے ۔منسٹر صاحب!آپ تشریف رکھیں۔ جی، next ہیں۔ سید عثمان محمود!

سید عثمان محمود: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ہمیشہ اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع دیا اور سب سے پہلے تو میں جو فاضل ممبر اپوزیشن کے جنہوں نے اس ایوان کی کارروائی سے پہلے غیر مناسب گفتگو کی میں اُس کی مذمت کرتا ہوں۔ اس معزز ایوان کا ایک تقدس ہے اور ٹریژری والوں اور اپوزیشن والوں کو اُس تقدس کو پامال کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمارا جو پچھلا اجلاس تھا اُس میں debate تھی لاء اینڈ آرڈر پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میں نے کچھ اپنے علاقے کے جو کہ آپ کا بھی علاقہ ہے اُس کے مسائل پوائنٹ آوٹ کئے تھے اغواء برائے تاوان کے حوالے سے اُن معاملات میں واضح بہتری آئی ہے۔ میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ 29۔ نومبر کو حکومت کے 100 دن مکمل ہونے کو آئے تھے، 100 دنوں میں بہت سے وعدے کئے گئے تھے، بہت سے سبز باغ ہمیں دکھائے گئے تھے، ہمیں بتایا گیا تھا کہ پاکستان مدینہ کی ریاست بن جائے گی اور ہمارے سارے مسائل حل ہونے کو آئیں گے مگر میں بہت معذرت کے ساتھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ حکومت اپنے کئے گئے وعدوں پر ناکام ہوئی ہے۔ سب سے بڑا مسئلہ آپ کا اور ہمارا جنوبی پنجاب صوبے کا ہے۔ جنوبی پنجاب محاذ نے یہ commit کیا تھا کہ 100 روز میں جنوبی پنجاب صوبے کو عملی جامہ پہنا دیا جائے گا مگر اُس صوبے کے مسئلہ میں اب تک یہ پیشرفت آئی ہے کہ اُس کمیٹی کی صرف ایک میٹنگ طاہر بشیر چیمہ کی طرف سے چیئر کی گئی ہے۔ اُس کا حل حکومت کی طرف سے یہ نکالا گیا کہ ایک sub secretariat جنوبی پنجاب میں بنا دیا جائے مگر معذرت کے ساتھ یہ sub secretariat کا جو منصوبہ تھا یہ پی ایم ایل (ن) کی حکومت نے بھی دیا تھا مگر ہم نے اُس وقت بھی اس کی مذمت کی تھی۔ ان کی حکومت نے 36 کروڑ روپیہ اس عمل کے لئے مختص کیا تھا مگر پاکستان پیپلز پارٹی نے اُس ٹائم بھی اس عمل پر کھلے عام تنقید کی تھی تو مہربانی فرما

کر آپ بھی اس بات کو سمجھیں آپ کو بھی میرے سے زیادہ احساس ہے کہ جنوبی پنجاب جو صوبہ ہے ہمیں وہ کیوں چاہئے تاکہ ہم اپنی poverty eradicate کر سکیں، ہم اپنے ہسپتالوں کے مسائل حل کر سکیں، ہم اپنی تعلیم کے مسائل حل کر سکیں اور جو 35 فیصد جنوبی پنجاب کی آبادی ہے۔

Out of the total hundred and twenty million people living in Punjab

اُن لوگوں کے حالات اور اُن کے طرز زندگی میں بہتری لا سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا اور اس کے بعد واٹر اور ایگریکلچر issue پر آؤں گا کہ hundred days پر جو وزیر اعظم جناب عمران خان کی speech تھی اُس کا رد عمل کچھ بہتر نہیں آیا پاکستان میں ایک روز میں ڈالر کی مقابلے میں روپے کی قدر گیارہ روپے کم ہو گئی پاکستان سٹاک ایکسچینج 1300 پوائنٹ نیچے آ گئی جس کا مطلب ہے تقریباً 8 سے 9۔ارب روپے کا نقصان ہمارے خزانے کو ہوا۔ پچھلے سو روز میں گیس کے ٹیرف 46 فیصد بڑھا دیئے گئے اور پاور ٹیرف 33 فیصد بڑھا دیئے گئے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہزاروں دکانیں اور مکانات demolish کئے گئے میں لینڈ مافیا کی سپورٹ نہیں کر رہا مگر اگر بنی گالا کو ریگولرائزیشن کی opportunity دی جاتی ہے تو یہ غریب غرباء جو ان دکانوں میں اپنا روزگار چلا رہے ہیں اُن کو بھی میں سمجھتا ہوں ریگولرائزیشن کا ایک موقع دیا جاتا کیونکہ اُس کا فائدہ بھی قومی خزانہ کو ہوتا اگر ایک آدمی کاروبار چلا رہا ہے اُس کا روزگار بھی پاکستان کی معیشت کو فائدہ دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں قانون میں disparity نہیں ہونی چاہئے سب کے لئے قانون ایک جیسا ہونا چاہئے۔ایگر کلچر پر بات کی جائے تو اُس میں سب سے قریبی جو محکمہ منسلک ہے وہ اریگیشن اینڈ واٹر کا محکمہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ پانی کا ٹوٹل خود مختار ملک پاکستان کا جو شیئر ہے وہ hundred and thirty eight million acre feet ہے مگر معذرت کے ساتھ ہمارا ٹوٹل واٹر سٹوریج کی جو capacity ہے وہ 15 million acre feet سے کم ہو کر 13 million acre feet پر آ چکی ہے چونکہ تربیلا اور منگلا siltation کا شکار ہو چکے ہیں ان کی storage capacity 2 million acre feet تک reduce ہو گئی ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ 100 روزہ تقریر میں وزیر اعظم جناب عمران خان نے بھی فرمایا تھا کہ وہ canals کی lining

کی طرف جارہے ہیں، میں اسی بات پر آ رہا ہوں اور اس کی تفصیل معزز ایوان کو بیان کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارا ملک تقریباً 3 to 7 percent of the GDP water conservation پر spend کرتا ہے جبکہ پوری دنیا کے بیشتر ممالک 30 to 40 percent of the National Budget water conservation پر spend کرتے ہیں۔ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ اگر ہم صوبہ پنجاب کی تمام canals اٹک سے لے کر صادق آباد، روجھان، راجن پور تک canal lining کی طرف لے جائیں تو we will save up to 40 percent of canal water every year. That will translate into 6.5 million acre feet of additional water per year. اگر آپ اس کو translate into two years کرتے ہیں تو you will end up saving as much water at Terbella and Mangla Dam combined. اگر آپ اس کو monetary terms میں دیکھیں تو جو آپ کا سالانہ benefit ہوگا۔

Because of canal lining and water conservation that will be worth two billion dollars.

جناب سپیکر! 138 million acre feet میں سے ہم تقریباً 60 سے 65 million acre feet of water agricultural, industrial, commercial and residential مقاصد کے لئے use کرتے ہیں۔ تقریباً 13 million acre feet store ہو جاتا ہے اور پاکستان 30 million acre feet Arabian sea میں dispose of کر دیتا ہے۔

So there is no conservation for 30 million acre feet of water. If you convert 30 million acre feet of water into monetary terms, that will be ten billion dollars a year.

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اور اریگیشن منسٹری کو اس پورے معزز ایوان کی طرف سے التجا کریں اور پاکستان کی غیور عوام کی طرف سے التجا کریں کہ وہ canal lining کی طرف جائیں کیونکہ اس وقت water conservation پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ Thank you very much for your kindness.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں شفیع محمد!

میاں شفیع محمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے ایگریکلچر پر debate رکھوائی اور ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ اس ایوان میں ہماری اکثریت ایگریکلچر سے وابستہ ہے اور یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر! میں اپوزیشن کا بھی بہت مشکور ہوں کہ آج انہوں نے مہربانی کی اور کورم بھی پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا بلکہ وہ اس debate میں بھرپور participate کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی ایگریکلچر سے related ہے اور وہ دیہاتوں میں رہائش پذیر ہے۔ اگر کاشتکاروں کو سہولت دی جائے اور ہماری کاشتکاری بہتر ہو جائے تو وہ آبادی جو شہروں کی طرف شفٹ ہو رہی ہے رُک جائے گی اور شہروں کے بے ہنگم پھیلاؤ میں بھی رکاوٹ آئے گی۔ اس سے شہروں کے sanitation and water supply کے issues اور ٹریفک کے issues بھی حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا کی توجہ ایگریکلچر پر ہوتی ہے اور ساری دنیا ایگریکلچر سیکٹر کو subsidies کرتی ہے لیکن پاکستان میں یہ المیہ ہے کہ ہم پی آئی اے کو سبسڈی دیتے ہیں، ریلوے کو سبسڈی دیتے ہیں، اورنج ٹرین کو سبسڈی دیتے ہیں، میٹرو بس کو سبسڈی دیتے ہیں لیکن جب ہم زمینداروں کو سبسڈی دینے کی طرف جاتے ہیں تو ہم گھبراتے ہیں۔ ہم ان شہری ایلیٹ سے گھبراتے ہیں جو AC والے دفتروں میں بیٹھ کر دیہاتیوں کے مسائل نہیں سمجھتے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم ایگریکلچر سیکٹر کو subsidize کریں۔ جس طرح کل ہمارے معزز منسٹر نے 5- ارب سے 7- ارب روپے fertilizer پر سبسڈی دینے کا اعلان فرمایا میں ان کا انتہائی مشکور ہوں اور یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ ہمارے وزیراعظم نے جو ٹیوب ویلوں پر بجلی کی سبسڈی دینے کا اعلان فرمایا ہے ہم ان کے بھی بہت مشکور ہیں۔ ہمیں ٹیوب ویلوں کے نئے کنکشن بھی دیئے جائیں اور سابقہ کنکشنز بحال کرنے پر جو پابندی ہے اس کو بھی ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہماری per acre yield بہت کم ہے۔ United Nation کی ایک رپورٹ کے مطابق ہماری گندم کی پیداوار 2.6 ton per hectare ہے جبکہ چین کی 4.7 اور انڈیا کی 2.8 ہے۔ پاکستان کی چاول کی پیداوار 3.1 ton per hectare ہے جبکہ چین کی 6.5 بنگلادیش کی 4.2 اور انڈیا کی 3.3 ہے۔ ہمیں اپنے trade deficit کو ختم کرنے کے لئے oil seeds پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہماری oil seed کی جو اوسط پیداوار ہے وہ 0.3 ton per hectare ہے جبکہ چین کی 0.6 اور ملائیشیا کی 4.6 ton per hectare ہے۔ ہمیں اپنی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے کاشتکار کو support کرنا ہوگا اور اس کو نئی ٹیکنالوجی پر لانا ہوگا۔ ایگریکلچر سیکٹر میں major reforms کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں سردار اویس لغاری کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ ایگریکلچر سیکٹر کو ہمیں funding کرنی ہوگی۔ ہمارے economist بھی کہتے ہیں کہ اگر ایگریکلچر سیکٹر میں reforms لائی جائیں اور اس پر توجہ دی جائے تو ہم جس federal reserve کو بیٹھے رو رہے ہیں اس کو ایک سال میں ہی پورا کر سکتے ہیں جبکہ انڈسٹریل سیکٹر میں ترقی کے لئے بہت زیادہ ٹائم چاہئے۔ ہمیں ایگریکلچر سیکٹر کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں واٹر مینجمنٹ کی بات آتی ہے تو ہمارے پاس صرف تیس دن کا پانی ہے جبکہ انڈیا کے پاس 190 دن کا پانی کا سٹوریج ہے۔ ہمارے چیف جسٹس صاحب نے جو اقدام اٹھایا ہے، حکومت نے بھی اس کی تائید کی ہے اور ہماری حکومت کی بے پناہ توجہ ہے۔ ڈیم بھی اور بننے چاہئیں، نہروں کی لائننگ بہت اہم ہے واٹر مینجمنٹ میں جو laser levelers کی سبسڈی ہے اس کو بڑھایا جائے تاکہ چھوٹا کسان بھی laser leveler حاصل کر سکے اور ہماری واٹر مینجمنٹ بہتر ہو۔

جناب سپیکر! اسی طرح واٹر مینجمنٹ والوں نے ایک ڈرپ اریگیشن سسٹم پر سبسڈی introduce کرائی تھی اس کو بھی دوبارہ بحال کیا جائے اور اس میں سبسڈی بھی زیادہ دی جائے لیکن اس میں ایک المیہ یہ ہے کہ ڈرپ اریگیشن سسٹم جو پانی کے پائپ زمین میں لگتے ہیں جو وہ ہمیں فراہم کئے گئے تو وہ اتنی low quality کے تھے کہ پانچ سال کی وارنٹی تھی لیکن ہمیں ڈیڑھ سال میں replace کرنے پڑے۔ اکثر کاشتکاروں کے پاس اتنے finances نہیں تھے کہ وہ ان پائپ کو replace کریں تو انہوں نے وہ ڈرپ سسٹم ہی اکھاڑ کر رکھ دیا۔

جناب سپیکر! میری ایگریکلچر منسٹر سے یہ استدعا ہوگی کہ جن لوگوں نے یہ کرپشن کی ان پر چارج فریم کیا جائے اور جن زمینداروں کا ڈیڑھ سال بعد یہ واٹر ڈرپ اریگیشن سسٹم خراب ہوا ہے ان کو compensate کیا جائے یا ان کو نئے پائپ فراہم کئے جائیں۔ اسی طرح جو laser leveler اور ڈرپ اریگیشن سسٹم میں کرپشن ہے اس کو ٹھیک کیا جائے۔ کاشتکاروں کا گنّے کے حوالے سے پچھلے سال نہایت ہی بُرا حال ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپوزیشن سے کہوں گا کہ پتوکی سے صادق آباد تک کسان لٹ رہا تھا اور گورنمنٹ کی رٹ کہیں دیکھنے میں نظر نہیں آرہی تھی تو یہی خدشہ ہمارے کاشتکاروں کو اس سال بھی ہے۔ فوڈ منسٹر اور ایگریکلچر منسٹر بھی تشریف رکھتے ہیں تو میری آپ کے توسط سے استدعا ہو گی کہ یہ متعلقہ ڈی سی اوز کو حکم جاری فرمائیں کہ اگر کسان اس سال لٹ گیا تو بہت نقصان ہو گا اور آپ کے ایگریکلچر سیکٹر میں بہت کمی آئے گی۔ شوگر ملوں کو پابند کیا جائے کہ وہ کین ڈویلپمنٹ پر بھی کام کریں۔ انہوں نے ایک نیا کام شروع کیا ہوا ہے کہ یہ گنّے کی ایک ورائٹی ایک سال لگوا لیتے ہیں اور اگلے سال اسی ورائٹی کو کہتے ہیں کہ یہ نان ورائٹی ہے اور اس پر کٹوتی شروع کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کٹوتی پر ایک کلرک کھڑا کیا ہوتا ہے اس کو کوئی technical knowhow نہیں ہے کہ یہ کون سی ورائٹی ہے اور یہ اس گنّے کے sucrose content کتنے ہیں وہ کٹوتی کرتا ہے اور اس کے بعد ہماری قسمت کا فیصلہ کرتا ہے کہ اس ٹرالی میں سے کتنے من اس نے ہمیں دینے ہیں اور کتنے من شوگر مل والے کو کھلانے ہیں۔ اسی طرح پھر جب ہماری payment delay ہوتی ہے تو میری جہاں تک ذاتی انفارمیشن ہے کہ ہمیں یہ پندرہ دن کے اندر کین کی payment دینے کے پابند ہیں۔ شوگر مل والوں کو پندرہ دن کے اندر ہماری payment کے اجراء کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر! مزید میری فوڈ منسٹر سے استدعا ہے کہ CPR کی چیک کی طرح ایک legal value ہونی چاہئے، اگر payment نہ ہو تو کسان کسی کا دروازہ کھٹکھٹا سکے، شوگر مل والوں کو بھی کنٹرول میں رکھیں اور اس سال کسان کا بھی خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر! اسی بات کے ساتھ میں اپنی بحث کو wind up کرتا ہوں اور میری یہ گزارش ہے کہ آج شاید 5 تاریخ کو کسانوں نے کہیں دھرنہ بھی دیا ہوا ہے تو فوڈ منسٹر اور ایگریکلچر منسٹر سے استدعا ہو گی کہ آج crushing season کے بارے میں کوئی نہ کوئی بیان ضرور جاری فرمائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔ جناب مناظر حسین رانجھا!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد احمد خان!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ اتنے اہم مسئلہ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ زراعت کی جو حالت ہے، آج بھی لاہور کے اندر ایک protest ہو رہا ہے جو پاکستان کے

کسانوں کی نمائندہ جماعتیں اس protest کو پچھلے چند سالوں سے لے کر چل رہی ہیں۔ ان کے مطالبات کم و بیش آج بھی وہی ہیں جو ان کے پچھلے احتجاج میں ہوتے تھے۔

جناب سپیکر! میں نے کوشش کی کہ زراعت کے اس مسئلے کو valuate کروں اور ایک تقابلی جائزہ لیا جائے کہ وہ کون سے پروگرام تھے جنہوں نے زراعت کو فائدہ دیا۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں شفیع محمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: ملک محمد احمد خان! اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب چیئرمین! وہ کون سے ایسے اقدامات اٹھانے ضروری تھے جس سے کسان کی بہتری ہو۔ میں نے کوشش کی کہ جب سے پاکستان بنا ہے کم از کم اس وقت سے لے کر آج تک جتنے بھی وہ پروگرام جو کسان کی فلاح کے لئے تھے ان کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ کسی ایک پروگرام کے نتیجے میں بھی چھوٹے کاشتکار کا فائدہ نہیں ہوا، کسی ایک پروگرام کے نتیجے میں کسان کی حالت زار نہیں بدلی اور کسی ایک پروگرام کے نتیجے میں کسان کو اس کی بساط اور اس کی محنت کے مطابق معاوضہ نہیں ملا۔ تین پروگرام آئے ایک پروگرام ڈاکٹر محبوب الحق کے وقت میں آیا۔

جناب چیئرمین! دوسرا پروگرام پھر میاں محمد نواز شریف کے دور حکومت 1993 میں آیا اور تیسرا پروگرام 17-2016 کے اندر آیا۔ اب fault line کہاں پر ہے، fault line ایک تو وہ ہے جس کی نشاندہی سردار اویس خان لغاری کر گئے کہ جو آپ کی budgetary allocations ہیں وہ اتنی ہونی چاہئیں جس کے ساتھ کسان کی حالت بہتر ہو اور دوسری fault line یہ ہے کہ ہم نے جب بھی package دیا وہ ایک سبسڈی کے طور پر دیا، ایک sustainable growth کے ماڈل پر نہیں دیا اور وہ جو سبسڈیز دی گئیں وہ firefighting کے لئے دی گئیں۔

جناب چیئرمین! پچھلی حکومت کے احسن اقدامات میں ایک اقدام یہ تھا کہ جب کسان بالکل تلملا رہا تھا اور ڈی اے پی کی تب قیمت 3800 روپے تھی اس کو کم کر کے 2200 روپے تک لایا گیا جو پھر اب 3800 روپے ہے کیونکہ سبسڈی جو سابقہ حکومت نے دی وہ ختم ہو گئی اور کسان کی کمر آج پھر ٹوٹی ہے۔ یوریا کھاد جس کی قیمت 2200 روپے فی بوری تھی اس کو کم کر کے 1200 روپے فی بوری تک لایا گیا۔ آج پھر اس کی قیمت 1900، 2000 اور 2100 روپے تک ہے وہ جو پیٹرول اور ڈیزل کی قیمتیں جو input کے طور پر لازمی جز تھے وہ بھی 50 فیصد increase ہو گئے ہیں یعنی

کسان کی جو inputs ہیں ان کا بوجھ ہر دو سال کے بعد جب وہ سبسڈی کا package چاہے وہ 100۔ارب کا ایک بڑا میگا package ہو جو سابقہ حکومت نے دیا جب وہ package ختم ہوتا ہے نتیجتاً وہ کسان دوبارہ اسی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے جو کبھی وہ ایک سال یا دو سال پہلے تھا، وہ subsidized ٹریکٹرز، subsidized ڈیزل، ڈی اے پی سستی، یوریا کھاد سستی ،وہ inputs سستی اور pesticides سستی تو وہ کسان وہیں پر کھڑا ہوتا ہے۔ What to talk of research? ایرڈ یونیورسٹیز یا زرعی یونیورسٹیز جتنی بھی ہمارے ہاں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے دیکھا ہے کہ ان میں ریسرچ جامد ہے، سابقہ گورنمنٹ کے دور میں budgetary allocations کی گئیں، میں کوئی comparative analysis اس بنیاد پر نہیں کرنے لگا، اگر بھلے پیسے بھی رکھے گئے، میں نے گنے کا نیا بیج آتے نہیں دیکھا، اگر Chinese intervention نہ ہوتی تو میں کسی فصل کے لئے نیا بیج نہ دیکھتا، میں نے دیکھا کہ وہ جو انقلاب بیج 1961-62 کے اندر آگیا آج تک ہم وہیں رکے کھڑے ہیں۔ گندم کے اندر میں نے کوئی نیا بیج آتے نہیں دیکھا۔ شوگر کین کے اندر ہندوستان میں 18،18 سو من کی yield ہے۔ اگر آپ اور میں یہاں پر 900 من پر چلے جائیں تو ہم کہتے ہیں کہ میگا کراپ ہو گئی ہے تو یہ میری استدعا ہو گی، محترم وزیر بیٹھے ہیں، ہم ان سے درخواست کریں گے کہ چند بنیادی اقدامات اٹھانے والے ہیں درست ہے یہ ماننے کی بات ہے کہ میں نے زبوں حالی دیکھی ہے، میں نے دیکھا ہے کہ کل جب پچھلی حکومت جو میری حکومت تھی تب بھی کسان مفلوک الحال تھا، تب بھی کسان اپنا ٹریکٹر ٹرالی لے کر شوگر مل کے گیٹ پر کھڑا تھا، تب بھی کسان کو اس کے پیسے نہیں دیئے جا رہے تھے لیکن آج تو بالکل اسے کفن پہنا کر لٹا دیا گیا ہے۔ شوگر ملز نومبر کے اندر چلتی تھیں اور شوگر کرشنگ کا سیزن آتا تھا لیکن آج دسمبر کی 5 تاریخ ہے لیکن شوگر ملز operative نہیں ہوئیں۔ کسان کا کیا گناہ ہے؟ کاشتکار جو آلو کی فصل پر 70/80 ہزار روپیہ فی ایکڑ لگاتا ہے وہ اپنے بچوں کا دودھ اور روٹی کاٹ کر اسے برداشت کرتا ہے لیکن آج اس کا خریدار کوئی نہیں ہے، یہ کسان پر ریاستی سطح پر ظلم ہے۔ یہ beyond the party line ہے کہ میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے کھڑے ہو کر کیا کہوں گا، کوئی پی ٹی آئی کے پلیٹ فارم سے کھڑے ہو کر کیا کہے گا اور کوئی پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے کھڑے ہو کر کیا کہے گا۔ کسان کی حالت زار بدلنا لازم ہے یہ معاشرے کے اندر وہ ظلم ہے جو وسائل کی تقسیم کی بنیاد پر کر دیا گیا ہے۔ اگر آپ کی سٹیٹ کے پاس اس صوبے کے اندر

2800۔ارب روپیہ ہے لیکن آپ کسان کو تو کچھ بھی نہیں دے رہے اور اسے تو فصل کی قیمت ہی نہیں دے رہے۔آپ کے پاس تو کسان کی بہتری کے لئے کوئی جامع منصوبہ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین!سابقہ حکومتوں میں ریسرچ پر جو بجٹ رکھا گیا آج اس میں 70فیصد کٹوتی کر دی گئی ہے۔سابقہ حکومت نے جو کسان کو سبسڈی دی وہ100 percent wipe outکر دی گئی۔کسان کیسے بہتر ہوگا؟کون سا ایسا راستہ ہوگا جو وہ لے؟پھر وہ اپنی بوریاں اٹھا کر کیوں نہ آپ کے ان بڑے شہروں میں اور آپ کے ایوانوں کے باہر لا کر پھینک دیں،آگ لگائے یا خودسوزیاں کرے؟یہ کرنا کسان کا حق تھا۔یہ ایوان کسانوں کا نمائندہ ایوان ہے۔یہاں سے اٹھنے والی آواز جو ان کسانوں کی بہتری میں ہوگی حکومت پر لازم ہے کہ اسے سنے اور کسانوں کا مسئلہ حل کرے۔ابھی گورنمنٹ سے ایک ممبر نے بات کی ان کا بھی یہی رونا ہے،مجھ سے پہلے اپوزیشن کے دو معزز ممبر بات کر گئے ہیں ان کا بھی یہی رونا ہے۔آج گنّے کا کاشتکار سخت پریشان ہے اس نے ان 31دنوں کا حساب پوچھنا ہے۔نومبر کے پہلے ہفتے میں کرشنگ سیزن شروع ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا اور یہ حکومت کی ناکامی ہے۔آج آلو کا کاشتکار سخت پریشان ہے اس نے اپنی فصل کی کاشت اور برداشت پر جو لاگت کی وہ اس کا معاوضہ وصول نہیں کر پارہا۔سابقہ حکومت میں چھوٹے کاشتکار کو پچاس پچاس ہزار روپے کے بلاسود قرضے دیئے جاتے تھے لیکن اب تو مجھے نظر نہیں آرہا کہ کہاں دیئے جارہے ہیں؟اگرfinancial discipline imposeکرنے کا ہی مدعا ہے تو پھر میں یہ درخواست کروں گا کہ یہfinancial disciplineکی سب سے بڑی لاٹھی غریب کسان پر کیوں پڑتی ہے؟

جناب چیئرمین!میری چند تجاویز ہیں۔میری ایک تجویز یہ ہے کہ ایگریکلچر کمیشن کا قیام عمل میں لانا لازم ہے وزیر موصوف اس پر غور فرمائیں اور اس پر ایکworking paperتیار کروا کر دیکھیں کہ اگر ایگریکلچر کمیشن بنا دیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ کم از کم وہ مسائل حل کرنے کی طرف ایک پیشرفت ہو سکتی ہے اور کسانوں کی آواز اس طرح باہر روز ٹریفک کے مسائل،پبلک لائف کیdisruptionاور پبلک پراپرٹی کا نقصان نہ ہو۔وہ کسان سڑکوں پر احتجاج کرنے کی بجائے کمیشن سے بات کرے چونکہ ہر دور میں یہ بات ہوتے دیکھی کہ کسان کے پاس کوئی ایسے وسائل نہیں ہیں جن کے ساتھ وہ بات کر سکے۔

جناب چیئرمین!میری استدعا ہوگی کہ جن فصلات کیinputsپر سیزن کے مطابق پہلے سبسڈی دی گئی تھی جس سےcash cropsکی بہتری کی جا سکتی تھی انہیں حکومت اپنے

زیر غور لائے اور وہ سبسڈی ایک دفعہ پھر دے اور ایک جامع پروگرام دے جس سے کسان کی بہتری کے لئے کوئی کوشش کی جاسکتی ہو اور اس دفعہ جب وزیر موصوف اپنی تقریر wind up کریں تو یہ ضرور بتائیں کہ اس وقت جو immediate issues ہیں ان کے اندر دو فصلیں آپ کے سر پر موجود ہیں۔ نہ تو گنّے کی خریداری کے لئے شوگر ملز نے کرشنگ شروع کی ہے، حکومت کی طرف سے ابھی تک کوئی بیان آیا ہے اور نہ ہی آلو کے کاشتکار کو یہ سمجھ لگ رہی ہے کہ وہ اپنی فصل کتنے میں دے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ چودھری ظہیر الدین!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے زراعت کے موضوع پر اس مقدس ایوان میں بات کرنے کی اجازت دی۔ کسان کے جو مسائل ہیں وہ بہت دیر سے ہیں اور ہم آج تک یہی رونا روتے آئے ہیں۔ فیض نے 1956 میں کہا تھا۔

جس کے ڈھوروں کو ظالم ہکا لے گئے
جس کی بیٹی کو ڈاکو اٹھا لے گئے
جس کی پگ کی زور والے کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

جناب چیئرمین! فیض نے یہ اس وقت کہا تھا اور آج تک دہقان کے ساتھ یہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔ میں ملک محمد احمد خان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ پچھلی حکومتوں کے دونوں ادوار میں کسان کش پالیسیاں رہی ہیں اور اس وقت جو ابتر حالت ہے اس میں دس سال کا ایک تسلسل چلا آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یقین دلاتا ہوں اور اپنے وزیر صاحب کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ اب یہ تسلسل ٹوٹنا چاہئے کہ ہم نے صرف شہروں کی طرف دیکھنا ہے اور ہم نے دہقان کو شہروں کے چولہے جلانے کے لئے ایندھن بنانا ہے، انشاء اللہ ان پانچ سالوں میں اس سلسلے کو ختم کر دیا جائے گا۔ 2008 کے census کے اندر پنجاب کے اندر 92 فیصد ایسے کسان ہیں جن کی ملکیت پانچ ایکڑ زمین سے کم کی ہے اس میں دو دو، ایک ایک ایکڑ والے بھی ہیں۔ یہاں پر جتنے جاگیر دار ہیں جن کی بہت زیادہ زمینیں ہیں ان کی percentage تین یا چار فیصد ہے اور اس کے درمیان

ایک ایک، دو دو مربع والے بھی آ جاتے ہیں۔ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے اس کی جتنی بھی تپش محسوس کی جا رہی ہے وہ اس ملک کا 92 فیصد دہقان ہے جس کے بارے میں فیض نے کہا تھا کہ:

جس کی پگ زور والے کے پاؤں تلے دھجیاں ہو گئیں

جناب چیئرمین! 2005 میں یہ تسلسل ٹوٹا جب ایک night meter دے کر زرعی ٹیوب ویل پر 50 فیصد سبسڈی دی گئی تھی جسے 2008 میں ختم کر دیا گیا اور وہ آج تک ختم ہے۔

جناب چیئرمین! میں معزز وزیر سے کہوں گا کہ یہ نوٹس فرمائیں کہ بجلی کے ٹیوب ویل پر وہ سبسڈی دوبارہ جاری ہونی چاہئے۔پیداوار میں کمی ہونے کی وجہ سے حالات زیادہ خراب ہیں اور پیداوار میں کمی ناقص seed کی وجہ سے ہے۔ تمام دنیا میں ایسے ممالک بھی ہیں جیسے جاپان اور جرمنی ہے جن کے اندر ایگریکلچر لینڈ کم ہے لیکن وہاں سے sweet melon اور hybrid corn وغیرہ اُدھر سے آتی ہے جو وہ دوسری states سے زمین لے کر کاشت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ یہاں پر سیڈ انڈسٹری کو بڑھا دیا جائے، ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور ایگریکلچر یونیورسٹی سے حساب لیا جائے کہ ان کے جو scientists ہیں انہوں نے جو seeds develop کئے ہیں ان میں sustainability کتنی ہے دو تین سال بعد تو وہ اپنا yield چھوڑ جاتے ہیں۔اس وقت انڈیا کی انکم میں seed industry اور ایکسپورٹ کا main role ہے۔انہوں نے سیڈ انڈسٹری کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ وہاں کسان کی yield بہت بڑھ گئی ہے۔ جیسے ابھی ملک احمد خان نے فرمایا کہ یہاں پر کسان فی ایکڑ گنّے کی فصل چار پانچ سو من نکالتا ہے اور انڈیا میں 1200 من فی ایکڑ سے 1800 من فی ایکڑ تک چلا جاتا ہے اور یہ بہت زیادہ فرق ہے۔ ہمیں خصوصاً سیڈ انڈسٹری کی طرف جانا چاہئے اور یہ ایوان اس کے لئے سفارش کرے۔

جناب چیئرمین! گنّے کی قیمت کا مسئلہ بڑی دیر سے چلا آ رہا ہے وہ مسئلہ یہ ہے کہ جب کسان گنّا دے آتا ہے تو اس کا پیسا اس کے ہاتھ میں ہونا چاہئے لیکن وہ نہیں ہوتا اور وہ پیسا مل مالک یا کوئی تاجر استعمال کر رہا ہوتا ہے۔اگر کسی کا پیسا بنک استعمال کرتا ہے تو وہ اس پر interest دیتا ہے۔

جناب چیئرمین! میری تجویز ہے کہ CPR کی جگہ چیک دیا جائے اور اگر وہ چیک تین ماہ کے بعد honour نہیں ہوتا تو پھر اس وقت تک interest دیں لیکن اگر چھ ماہ یا ایک سال بعد بھی نہیں دیتا تو پھر جس طرح چیک dishonour کا پرچہ درج ہوتا ہے اسی طرح اس کے خلاف پرچہ درج کرایا جائے اور مل مالکان پر سینکڑوں کی تعداد میں پرچے ہوں گے اور جب ان کے خلاف

پر چے ہو رہے ہوں گے تو پھر وہ کسانوں کو پیسا دیں گے لہٰذا میری تجویز ہے کہ انہیں مجبور کیا جائے کہ CPR کی جگہ چیک دیں۔

جناب چیئرمین! پانی کی کمی کے باوجود ہم مختلف طریقوں سے بہتر پیداوار حاصل کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں Hybrid Mustard Seed آیا ہوا ہے۔اس سے پہلے کنولا تھا جو کہ اتنا زیادہ successful نہیں ہوا لیکن پھر بھی اس کی پیداوار average ہے۔ Mustard کی فصل تھوڑے پانی سے تیار ہو جاتی ہے اور گندم سے زیادہ income دیتی ہے۔ جن علاقوں میں پانی کی کمی ہے وہاں پر اس فصل کی کاشت پر سبسڈی دی جائے اور incentives دیئے جائیں۔اب edible oil کو خریدنے والی کمپنیاں آ گئی ہیں۔ پاکستان میں اس وقت edible oil کی import پانچ بلین ڈالر سے بڑھ چکی ہے۔اس فصل کی کاشت سے ایک تو ہمارا import bill کم ہو گا اور دوسرا کسان خوشحال ہو گا۔

چوہدری محمد اقبال: جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR CHAIRMAN: No Point of order. Let him continue. Please be seated.

چوہدری محمد اقبال: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میری بات تو سُن لیں۔

جناب چیئرمین: چوہدری محمد اقبال! پہلے منسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

چوہدری محمد اقبال: جناب چیئرمین! آپ rules پڑھ لیں۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چوہدری صاحب! آپ کا بحث کرنے والوں کی فہرست میں نام شامل ہے لہٰذا میری استدعا ہو گی کہ آپ جب تقریر کریں گے تو ساری باتیں کر لیجئے گا۔

چوہدری محمد اقبال: جناب چیئرمین! اُس وقت تو پھر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: چلیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر لیں۔

چوہدری محمد اقبال: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ چوہدری ظہیر الدین کا میں بڑا احترام کرتا ہوں، وہ میرے بھائی اور colleague ہیں۔ He is a Cabinet Member. لہٰذا یہاں ایوان کے اندر یہ تجاویز نہیں دے سکتے۔ عام ممبران تجویز

دے سکتے ہیں۔انہیں کابینہ میٹنگ کے اندر یا اپنے وزیر اعلیٰ کو تجاویز دینی چاہئیں۔یہ یہاں ایوان میں تجاویز نہیں دے سکتے البتہ جنرل بات کر سکتے ہیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئر مین! میرے الفاظ replay کر کے معزز دوست اور مہربان کو سنواد یجئے گا۔ میں کہہ چکا ہوں کہ جو کچھ پچھلے دس سالوں میں نہیں ہو سکا ہم اگلے پانچ سالوں میں وہ کریں گے۔ میں تو اپنی حکومت کی پالیسی بتا رہا ہوں اور اس ایوان میں مجھے اپنی حکومت کی پالیسی بتانے کا حق حاصل ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب چیئر مین! آپ recording replay کر کے سُن لیں اگر انہوں نے یہ کہا ہوگا کہ یہ ہماری پالیسی ہے تو پھر میں اپنی غلطی تسلیم کر لوں گا۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئر مین! میں ریکارڈ کی درستی کے لئے عرض کرتا ہوں۔ میں معزز ممبر کو اپنی تقریر کا پرنٹ دے دوں گا۔ میں نے یہ کہا ہے کہ میں معزز ممبر ملک محمد احمد خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے دس سالوں کی کسان کش پالیسی تسلیم کی ہے اور اب ہم آئندہ اپنی حکومت کے دور میں کسان کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔

جناب چیئر مین! آپ میری printed تقریر پڑھ لیجئے گا۔ میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ ہم edible oil پیدا کرنے والی فصلیں کاشت کرنے والے کسانوں کو incentives دیں گے۔اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں کم edible oil import کرنا پڑے گا۔

جناب چیئر مین! پچھلے سالوں میں ڈرپ اریگیشن کی بہت کمی رہی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم اگلے پانچ سالوں میں ڈرپ اریگیشن کو بڑھائیں گے اور سولر انرجی کو فروغ دیں گے۔یہ ایوان رولز اور روایات کے تحت چلایا جاتا ہے۔

جناب چیئر مین! میرے دوست چودھری محمد اقبال Parliamentary Practices والی کتاب پڑھ لیں۔اس میں ایک روایت یہ بھی لکھی گئی ہے کہ جب ہاؤس کے اندر debate ہو رہی ہو تو Minister and a Member can say anything under the Sun. میں یہ الفاظ اس کتاب سے underline کر کے معزز ممبر کو پڑھا دوں گا۔

جناب چیئر مین! دوسری بات یہ ہے کہ میں اپنی پالیسی اسی ہاؤس میں ہی بتا سکتا ہوں۔کابینہ نے جو فیصلے کئے ہیں یا کرنے ہیں میں ان کے بارے میں ہاؤس میں بات کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین! معزز ممبر کو اس چیز کی عادت نہیں رہی کیونکہ ان کے دور حکومت میں یعنی پچھلے دس سالوں میں تو کسی کو یہاں بات کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ باہر نہیں بول سکتے تھے تو پھر ہاؤس کے اندر کیسے بات کرتے؟

چودھری محمد اقبال: جناب چیئرمین! میں نے point scoring کی بات نہیں کی بلکہ میں نے تورولز کی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں اور آپ تشریف رکھیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ This august House is run by the traditions and the rules. میں آپ کی وساطت سے معزز ممبر سے عرض کروں گا کہ وہ Parliamentary Practices والی کتاب پڑھ لیں۔ یہاں پر جناب حسن محمود نے بطور قائد حزب اختلاف یہ روایت پڑھ کر سنائی تھی اور آج تک ان کے الفاظ ہمارے کانوں میں گونجتے ہیں۔ معزز ممبر اپنے دور حکومت میں بات نہیں کر سکتے تھے لیکن ہمیں بولنے کی اجازت ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اب جناب مناظر حسین رانجھا بات کریں گے۔

جناب مناظر حسین رانجھا: جناب چیئرمین! آج آپ نے ایک نہایت اہم موضوع پر بات کرنے کا مجھے موقع عنایت فرمایا ہے جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں اپنی استدعا کو ایک شعر سے شروع کروں گا۔

خُدا کرے کہ میری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل کہ جسے اندیشہ زوال نہ ہو

جناب چیئرمین! میرے دوستوں نے اپنی تقاریر میں بہت سی تجاویز دی ہیں اور میں ان کو دہرانا نہیں چاہوں گا۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی 70 فیصد آبادی کا انحصار زرعی معیشت پر ہے۔ وہ لوگ جن کا تعلق زرعی معیشت سے ہے یعنی کسانوں اور زمینداروں کے ساتھ بد قسمتی سے ایسا سلوک کیا جا رہا ہے کہ جیسے وہ پاکستان کے شہری نہیں ہیں۔ آج کا کسان محنتی اور جفاکش ہے۔ اس نے سرکاری مراعات کے بغیر ہی اللہ کے فضل سے دن رات محنت کر کے بہت سی اجناس میں پاکستان کو خود کفیل بنا دیا ہے۔ 72-1971 میں چینی اور آٹا کارڈ پر ملتا تھا اور لوگ

قطاروں میں کھڑے ہو کر آٹا اور چینی لیتے تھے۔ خُدا کا شکر ہے کہ کسان نے جاڑے اور گرمی میں اپنے پورے خاندان کے ساتھ دن رات محنت کر کے پاکستان کو گندم اور چینی میں خود کفیل کر دیا ہے۔ آج الحمد للہ ہم گندم اور چینی کے معاملے میں نہ صرف خود کفیل ہیں بلکہ export کرنے کی position میں بھی ہیں۔

جناب چیئر مین! خوراک اور زراعت کا موضوع بہت وسیع ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک سے گزارش کروں گا کہ اگر ہم پچھلے دس سالوں کا رونا روتے رہیں گے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ آج آپ کی حکومت ہے تو پچھلے دس سالوں میں زمینداروں کے ساتھ جو زیادتی، ظلم اور ناانصافی ہوئی ہے اس کا ازالہ کریں۔ آپ یہ ثابت کریں کہ آپ کی حکومت پہلی حکومتوں سے بہتر ہے۔ اگر آپ یہی رونا روتے رہے کہ پچھلی حکومتوں نے یہ کیا تو پھر کسانوں کی تکالیف کا ازالہ کون کرے گا؟ ابھی وزیر پبلک پراسیکیوشن روایات اور رولز کا ذکر کر رہے تھے۔ جس حوالے سے rules موجود ہوں تو وہ ہمیشہ traditions کو prevail کرتے ہیں۔ قانون موجود ہو تو روایت اس کے مقابلے میں کم تر درجہ رکھتی ہے۔

جناب چیئر مین! وزیر پبلک پراسیکیوشن ہمارے پرانے ساتھی اور معزز دوست ہیں۔ وہ اس وقت حکومت میں ہیں اور اس position میں ہیں کہ احکامات صادر کر سکتے ہیں۔ وزیر زراعت یا خوراک جب اپنی wind up تقریر کریں گے تو وہ حکومت کی پالیسی بتائیں گے کہ ان کا محکمہ کسانوں کی بہتری کے لئے کیا کیا اقدامات اُٹھا رہا ہے۔

جناب چیئر مین! میں گنّے کی فصل کے حوالے سے بات کرنی چاہوں گا کیونکہ یہ اس وقت burning issue ہے۔ قبل ازیں شوگر ملیں نومبر کے اوائل میں گنّے کی خریداری شروع کر دیتی تھیں اور کسان گنّے کی کٹائی کر کے اسی جگہ پر گندم کاشت کرتا تھا۔ بدقسمتی ہے کہ اس سال ابھی تک شوگر ملوں نے گنّے کی خریداری شروع نہیں کی جس سے نہ صرف زمیندار کا نقصان ہو گا بلکہ گندم کی پیداوار پر بھی فرق پڑے گا۔

جناب چیئر مین! میں آپ کی وساطت سے وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ وہ بے شک اپنی wind up speech آج یا کل کر لیں لیکن اس وقت سب سے زیادہ burning issue یہ ہے کہ آپ شوگر ملوں کو فوری طور پر چلوائیں۔ حکومت کی طرف سے گنّے کا ریٹ -/180 روپے فی من مقرر ہوا ہے تو شوگر ملوں کو پابند کریں کہ وہ اسی ریٹ پر زمینداروں سے گنّا خریدیں۔ اس پر کوئی کٹوتی نہیں ہونی چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ زمیندار کی payment کو بھی

ensure کیا جائے کہ شوگر ملیں پندرہ یا دس دن کے اندر یعنی جو بھی ان کا شیڈول طے ہوا ہے اس کے مطابق ادائیگی کریں۔

جناب چیئرمین! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ زمیندار مایوس ہے۔ جن لوگوں نے کماد کی فصل کاشت کی ہوئی ہے وہ اس بات پر پریشان ہیں کہ ہمارا مستقبل کیا ہوگا۔ ہماری یہ فصل کون لے گا؟ ہم اس فصل کو بطور ایندھن استعمال کریں گے یا یہ فصل فیکٹری میں دیں گے۔

جناب چیئرمین! اس وقت حکومت پنجاب کی یہ اوّلین ذمہ داری بنتی ہے کہ اس issue پر میٹنگ کرے اور factory owners کے ساتھ بیٹھ کر معاملات کو resolve کرے اور گنّے کی crushing فوری طور پر شروع ہونی چاہئے۔ اگلے دس یا پندرہ دن اور delay ہو گئی تو اس سے زمینداروں کا بہت زیادہ نقصان ہوگا تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ اس core issue کو priority پر لے کیونکہ یہ عام issue نہیں ہے یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے، کسی اور کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پاکستان کے کروڑوں عوام کا مسئلہ ہے جن کے گھر بار کا دارومدار اس فصل پر ہے۔ گنّے کی فصل فیکٹری میں جائے گی جس سے اُن کے بال بچوں کی روزی کا سامان مہیا ہوگا اور اُن کی دیگر ضروریات پوری ہوں گی۔ اگر ایسا نہ ہوا تو لوگ سڑکوں پر آئیں گے اور مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے استدعا ہوگی کہ اس issue کو ذاتی طور پر لیا جائے، اس کو اہمیت دی جائے اور اس issue کو resolve کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ بہت مہربانی

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ جناب فیصل حیات!

مشیر برائے وزیر اعلیٰ لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (جناب فیصل حیات): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آج اس ہاؤس میں جس سیکٹر پر بحث کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور پنجاب کے 60 فیصد لوگوں کو address کیا جا رہا ہے اور اس سے بھی بڑی خوش آئند بات یہ ہے کہ اس ہاؤس میں جتنے بھی معزز ممبران تشریف فرما ہیں میری انفارمیشن کے مطابق ان کی 60 سے 70 فیصد کی background agricultural based ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر معزز ممبران حزب اختلاف نے بات کی اور انہوں نے اپنی کمزوریوں کو accept کیا کہ پچھلے دس سالوں میں ہماری حکومت نے کسانوں کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ معزز ممبران حزب اختلاف نے اپنی اپنی تقاریر میں جن subsidies کی بات کی کہ ہماری حکومت کسانوں کو دے رہی تھی لیکن اس حکومت نے ختم کر دی۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت جو subsidies دے رہی تھی تو جن sectors میں مزید ضرورت تھی پاکستان تحریک انصاف کی حکومت نے اُس میں اضافہ کیا۔

جناب چیئرمین! میں اُس کی مثال کچھ اس طرح سے دینا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں پر DAP کی بات ہوئی تو وزیر زراعت نے کہا کہ پچھلی حکومت DAP پر فی بیگ 300 روپیہ سبسڈی دے رہی تھی لیکن ہم اس وقت فی بیگ 500 روپیہ سبسڈی دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! زراعت پر آج کی بحث کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پرسوں کسانوں کے شوگر کین کے مسئلہ پر یہاں پر بات ہوئی اور اُس وجہ سے پورے ہاؤس نے کہا کہ اس مسئلہ پر بحث کی جائے تو میں بھی آپ کی توجہ اور اس ہاؤس کی توجہ شوگر کین فارمرز کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں بھی چونکہ شوگر کین کا ایک چھوٹا grower ہوں اس وجہ سے مجھے اندازہ ہے کہ شوگر کین کے growers کی پریشانی اور اصل مسائل کیا ہیں؟

جناب چیئرمین! اس وقت current issue یہ ہے کہ شوگر کین فیکٹری ایکٹ 1950 کے مطابق شوگر ملز مالکان نے 30۔نومبر کو اپنی ملز کو چلانا ہے اور پورے 120 دن اپنی ملز کو چلانا ہے لیکن یہ بات ٹھیک ہے کہ اس سے پہلے شوگر ملز عام طور پر 15۔نومبر کو چل جاتی تھیں۔

جناب چیئرمین! پچھلے سال شوگر مافیا اور اسی شوگر مافیا کی حکومت بھی تھی انہوں نے 180 روپے فی 40 کلو گرام گنّے کے ریٹ کا نوٹیفکیشن تو جاری کر دیا لیکن understanding کے ساتھ گنّے کے کاشتکاروں کو 130 تا 140 روپے فی 40 کلو گرام گنّے کا ریٹ دیا گیا اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اس طرح کے حالات پیدا کئے گئے کہ کسان بے چارا تو یہ چاہتا تھا کہ شوگر ملز والے کسی طرح سے مجھے permit دے کر میرا گنّا لے لیں اُس وقت کوئی بھی کسان ریٹ کی بات ہی نہیں کرتا تھا۔ ضلع جھنگ میں پانچ شوگر ملز ہیں تو پچھلے سال میں کسانوں کے نمائندے کی حیثیت سے میٹنگز attend کرتا تھا۔

جناب چیئر مین! میں جب ضلعی انتظامیہ سے بات کرتا اور ضلعی انتظامیہ شوگر ملز پر پریشر ڈالنے کی کوشش کرتی تو آگے سے شوگر ملز والے کہتے کہ اگر رمضان شوگر ملز150 روپے ریٹ دے رہی ہے تو ہم کسانوں کو150 سے زیادہ پیسے کیسے دیں۔ جو شخص صوبہ پنجاب کا چیف ایگزیکٹو تھا اُس کی اپنی شوگر ملز کسان کو150 اور160 روپے گنّے کا ریٹ دے رہی تھی تو باقی شوگر ملز کسانوں کو گنّے کا ریٹ اس سے زیادہ کیسے دیتیں؟ آج بھی حزب اختلاف جس شوگر مل انڈسٹریز کی طرف نشاندہی کرنا چاہتی ہے۔

جناب چیئر مین! میں advance میں اُس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ جناب جہانگیر ترین کی شوگر ملز نے پچھلے سال بھی کسان کو180 روپے فی40 کلو گرام گنّے کا ریٹ دیا تھا۔ شوگر ملز مالکان اس سال بھی پچھلے سال کی practice adopt کرتے ہوئے شوگر کین growers کو150 اور160 روپے فی40 کلو گرام گنّے کا ریٹ دیں گے لیکن یہ وزیر اعظم پاکستان جناب عمران خان کی حکومت ہے اور یہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بُزدار کی حکومت ہے اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے کسانوں کی حکومت ہے تو اس حکومت نے کہا کہ ہم اس پر کسی صورت compromise نہیں کریں گے۔

جناب چیئر مین! پچھلی حکومت نے کہا تھا کہ ہم شوگر کین growers کو 20۔ارب روپے کی مختلف subsidies دیں گے تو یہ ایک سال کی سبسڈی نہیں تھی بلکہ یہ کئی سالوں کی سبسڈی تھی لیکن سبسڈی کے اس issue کو بھی اس حکومت نے address کیا کہ ہم کسانوں کے مطالبات مانتے ہوئے انہیں20۔ارب روپے کی subsidies دینے کو تیار ہیں اور کل ECC کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہو گیا اور نہ صرف یہ فیصلہ ہوا بلکہ شوگر ملز مالکان کا چینی ایکسپورٹ کا بھی ایک مطالبہ تھا تو حکومت نے انہیں ایک لاکھ میٹرک ٹن چینی کی ایکسپورٹ کی مزید اجازت دے دی۔

جناب چیئر مین! وزیر خوراک اپنی فائنل تقریر میں تفصیل سے بتائیں گے لیکن یہ ایک reality ہے کہ 30۔نومبر گزر گیا ہے تو آج وزیر موصوف کو اس ایوان میں clear cut جواب دینا چاہئے کہ آج یا کل کس دن شوگر ملز چل جائیں گی تاکہ یہ current issue settled down ہو۔ بہت مہربانی

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جناب ابو حفص محمد غیاث الدین!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

جناب چیئر مین! شکریہ۔ زراعت کسی بھی ملک کے لئے نہایت اہم اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے زراعت کے حوالے سے عاجز کو بھی اظہار خیال کرنے کا موقع دیا ہے۔ مجھ سے پیشتر معزز ممبران نے خوراک اور زراعت سے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں نے سب سے پہلے قرآن مجید کی آیت کریمہ اس لئے پڑھی ہے کہ زراعت کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور احادیث میں سید النبیاء نے کاشتکار اور زراعت کے ساتھ بہت زیادہ مثالیں دی ہیں جن سے زراعت کی اہمیت کا پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے ایک دانے کو کاشتکار جب زمین میں بوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دانے سے سات بالیاں اگاتا ہے، ہر بالی کے اندر اللہ تعالیٰ ایک سو دانے پیدا کر دیتا ہے یعنی ایک دانے سے سات بالیاں اور ہر بالی میں ایک سو دانے یعنی ایک دانے سے سات سو دانے عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں اتنا ہی نہیں بلکہ یہ کاشتکار کی محنت پر ہے وہ جتنی محنت کرتا ہے اللہ کے ہاں کوئی کمی نہیں اس سے دُگنا بھی عطا کر دے 700 سے 1400 بھی عطا کر دے بلکہ 1400 بھی نہیں اللہ کے ہاں کوئی کمی نہیں اللہ وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

جناب چیئر مین! میں نے یہ آیت کریمہ یہاں پر اس لئے quote کی ہے کہ زراعت کی بہت اہمیت ہے۔ زراعت کے بغیر کوئی ملک چل نہیں سکتا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہاں پر زمیندار اور کاشتکار کی قدر نہیں کی گئی۔ یہ کارخانے اور جتنے ادارے ہیں تمام زمیندار کے مرہون منت ہیں۔ اگر زمیندار گرمیوں اور سردیوں میں تکالیف برداشت نہ کرے تو یہ ادارے اور کارخانے تمام کے تمام بے کار ہو جائیں گے۔ یہ زمیندار ہی ہے جو گرمیوں میں چاول کی فصل کو بوتا ہے اور سردیوں میں گندم کی فصل لگاتا ہے۔ یہ دو اجناس اس قسم کی ہیں جن پر زندگی کا انحصار ہے۔ اس کے علاوہ پانی بھی بہت اہم ہے تو آج پانی کا بھی رونا رویا جاتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ پانی نہیں مل رہا، زمین سے پانی نیچے چلا گیا ہے، گہرائی میں چلا گیا ہے، اوپر سے پانی آ نہیں رہا اور بارشیں بند ہو گئی ہیں۔ کیا ہم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ زمین کا پانی

کیوں نیچے جارہاہے اور اوپر سے کیوں پانی بند ہو رہاہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات وہی ہے اور ہمیشہ وہی رہے گی لیکن یہ ہمارے اعمال کی سزا ہے۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا ہے کہ بارشیں کیوں بند ہوئی ہیں؟ اس لئے کہ ہمارے اعمال درست نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ حدیث میں ہے کہ ملک کفر کے ساتھ باقی رہ سکتے ہیں ناانصافی کے ساتھ ملک باقی نہیں رہ سکتے۔ یہ بارشوں کا بند ہونا ہماری بدکرداری کا نتیجہ ہے۔ آپ ڈیم بنالیں لیکن کھڈے کھودنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک اوپر سے پانی نہیں برسے گا اس وقت تک یہ ڈیم بھر نہیں سکتے۔ کیا ہم نے اس پر سوچا ہے؟ آئیں بحیثیت قوم ہم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں کہ یا پروردگار ہماری عدالتوں میں اگر ظلم ہے تو ہم ظلم نہیں کریں گے۔ دیکھیں! سرکار دو عالمؐ نے بہت زیادہ زور دیا تھا کہ ملاوٹ نہ کیجئے لیکن آج ملاوٹ کا دور دورہ ہے۔

جناب چیئرمین! جو ملاوٹ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ ادویات کے اندر ملاوٹ ہے، زمینوں کی کھاد کے اندر ملاوٹ وہ کھاد جو زمیندار کے لئے بہت اہمیت کی حیثیت رکھتی ہے آج اس میں بھی ملاوٹ ہو رہی ہے۔ کیا ہم نے ایسے کوئی ادارے بنائے ہیں۔ بہر حال یہ تفصیلی بات ہے لیکن میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بحیثیت قوم معافی مانگنی پڑے گی۔ ہم زمیندار کے ساتھ ناانصافی کر رہے ہیں۔ میرے پیشرو ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ زمیندار احتجاج کر رہے ہیں تو کیوں؟ اس لئے کہ زمیندار کو اپنی محنت کا صلہ نہیں مل رہا۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ تین فصلیں گندم، چاول اور کپاس ایسی ہیں جن سے ہم زرمبادلہ کما رہے ہیں۔ ان تینوں اجناس کو اگانے والے زمینداروں کو پورا معاوضہ نہیں دیا جارہا۔ گندم کی فصل زندگی کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ زمیندار کو گندم کا پورا معاوضہ نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! میں نے خود ذاتی طور پر 3850 روپے میں DAP کا تھیلا خریدا ہے اور 1850 روپے میں یوریا کا تھیلا خریدا ہے۔ اس سے پیشتر 2400 روپے کا DAP کا تھیلا تھا جو اب 3850 روپے کی ہوگئی ہے یعنی 1450 روپے زمیندار کو زیادہ دینے پڑ رہے ہیں۔ اسی طرح بیج مہنگا ہو گیا ہے اور وہ بیج بھی درست نہیں ہے۔ ہر آنے والا یہی کہتا ہے کہ پہلے یوں ہو گیا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ نہ کہیں بلکہ آپ اپنا منشور دیں کہ ہم یہ کریں گے۔

عرش لازم ہے کہ تو اب جان استقبال بن
تجھ کو زیبا عظمت رفتہ کا یہ ماتم نہیں۔

جناب چیئرمین! ہر آنے والا یہی کہتا ہے کہ خزانہ خالی ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس یہ نہیں ہے اور یہ نہیں ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر خزانہ خالی تھا تو کیوں حکومت لی۔ اگر آپ کو خبر تھی کہ خزانہ خالی ہے تو کیوں حکومت لی۔ آپ آنے والے منصوبے پیش کریں۔ آپ یقین کیجئے زمیندار بہت تنگ ہیں۔ زمیندار دن بدن گندم کی فصل اگانے سے انحراف کر رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گندم اگانے میں بہت زیادہ خرچ آ رہا ہے۔ زمیندار کا جتنا خرچ آتا ہے، جتنی محنت ہے اتنا پھل نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ گندم کی فصل زیادہ سے زیادہ گورنمنٹ خریدے اور وقت کے مطابق معاوضہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے پیچھے کرم کیا کہ بارشیں وقت پر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں گندم کی فصل وافر عطا فرمائی جس کی وجہ سے یہ ملک اللہ تعالیٰ کے فضل سے چل رہا ہے۔ گندم ہمیں باہر سے منگوانی نہیں پڑتی لیکن اب زمیندار اتنا تنگ ہو گیا ہے کہ وہ گندم کی فصل اگانے سے انحراف کر رہا ہے۔ وہ چاول اگانے سے انحراف کر رہا ہے۔ اگر یہی جو زیست کا سبب ہے۔ اسی طرح سے ہوتا رہا تو ایسا نہ ہو کہ گندم کے معاملے میں ہمیں کسی اور کی طرف دیکھنا پڑے۔ جیسے ہم در بدر کاسہ اٹھائے پھر رہے ہیں کبھی ہم چائنا کے پاس جاتے ہیں اور کبھی ہم کہیں جاتے ہیں۔ ہم مانگنے کے لئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ مانگنا چھوڑو غیرت مند بنو اور غیرت مند بن کر اس ملک کی خدمت کیجئے۔ زمیندار بہت تنگ ہے اس تنگی کی وجہ سے آج زمیندار احتجاج کر رہے ہیں۔ میں مختصر اً عرض کرتا ہوں کہ یہ ہمارا شیوہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس نے یہ کیا اور اس نے یہ کیا۔ اب تو یہ ہونا چاہئے کہ آگے دیکھو کہ ہم نے قوم کی خدمت کس طرح کرنی ہے۔

جناب چیئرمین! سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اگر آخرت بہتر کرنا چاہتے ہو تو جس طرح سے زمیندار اپنی زمین کے اندر اچھا بیج بوتا ہے، اچھی محنت کرتا ہے اسی طرح سے تم دنیا کے اندر بھی اچھی عادات اپنا لو تو تمہاری آخرت بھی بہتر ہو جائے گی اور تمہاری دنیا بھی بہتر ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ سردار حسنین بہادر!

وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر):
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب چیئر مین! میں دل کی گہرائی سے آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں آپ کے توسط سے اپوزیشن کے ساتھیوں کو گزارش کروں گا کہ میں بنیادی طور پر ایک کسان ہوں، زمین کو اپنی ماں سمجھتا ہوں اور اس وجہ سے دو چار گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سردار حسنین بہادر): جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں اس شعبے سے تقریباً بیس سال سے منسلک ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ ہم اس ریڑھ کی ہڈی کو توڑنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر ابھی تک وہ ہم سے ٹوٹ نہیں پا رہی۔ ہمارے تقریباً سو فیصد ساتھیوں نے گنّے کے متعلق بات کی ہے کہ شوگر ملیں بند ہیں، گنّے کا rate صحیح نہیں ملتا۔ میں اتفاق سے گنّے کا کاشتکار بھی ہوں اور ایک شوگر مل کے ساتھ بھی میرا بہت تھوڑا سا حصہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ گنّا ہمارے ملک کی فصل ہی نہیں ہے۔ گنّا لگا کر ہم اپنے ساتھ خود ظلم کر رہے ہیں۔ پانی کا exhaust ہونا ایک issue ہے جبکہ گنّا ایک exhaustive crop ہے کیونکہ اس فصل کو پانی کی بے پناہ ضرورت ہے۔ ایک طرف ہم اپنے ملک میں پانی ختم ہونے، ڈیم نہ ہونے اور پانی کی storage کا رونا رو رہے ہیں اور دوسری طرف ہم وہ فصلیں لگا رہے ہیں جن کو پانی کی بے پناہ ضرورت ہے۔ گنّا اگانے والا زمیندار اپنی عزت نفس کو مجروح کرواتا ہے اس کے لئے گنّا لگانا اور پھر اس کو بھگتنا بڑا مشکل کام ہے۔ زمیندار کے پاس عزت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جب وہ گنّا لگاتا ہے پھر وہ مل کے کین مینجر کے بوٹ پالش کرتا ہے کہ خدا اور رسولؐ کے واسطے حضور والا نعوذ باللہ، اللہ کے بعد ناخدا کیا آپ مجھ سے میرا گنّا جس کو میں نے ایک سال محنت کر کے پالا ہے اس کو خرید نا پسند کریں گے تو یہ بہت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے اس ساری مشکل اور پریشانی کے اندر ہم آج کیوں پہنچے ہیں؟ گنّے میں کیا ہم value addition کر سکتے ہیں؟ بالکل نہیں، گنّے سے چینی بنتی ہے اور چینی کو آپ زیادہ سے

زیادہ organic کر لیں گے یا کچھ مشروبات میں وہ شامل ہو جائے گی۔ گنّے پر زمیندار کی dependence کی سب سے بڑی وجہ کپاس کا بیٹھ جانا ہے۔ ہمارے ملک کی معیشت کپاس پر dependent تھی۔ کپاس ایسی فصل ہے جو تین ہزار روپے من والی کپاس کو تیس ہزار یا تین لاکھ روپے کی value addition کر کے پوری دنیا میں ایکسپورٹ کر سکتے ہیں۔ آپ یہ کرتے بھی رہے ہیں اور اس سے مفادات اٹھاتے بھی رہے ہیں۔ Likewise جو باقی crops ہیں ان کے متعلق بات کی گئی۔ آلو ایک اہم فصل ہے۔ لغاری صاحب نے مالٹے، citrus کے متعلق بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں زراعت کے حوالے سے اپنے قبلے اور اپنی direction کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور ہمیں کھلے دل کے ساتھ بغیر کسی پر اعتراض کئے ہوئے کہ فلاں بہت اچھا ہے یا فلاں بہت گندا اور میں بہت بڑا فرشتہ ہوں، ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر کچھ کمیاں اور کوتاہیاں اور inefficiencies ہیں۔ ہم دنیا میں سب سے مہنگی چینی بناتے ہیں۔ ہم دنیا میں سب سے مہنگے داموں پر کپاس اگاتے ہیں۔ ہم دنیا میں سب سے مہنگی گندم اگاتے ہیں۔ ہمارے inputs بھی بہت مہنگے ہیں۔ ہمارے جو قیمتی وسائل ہیں ان کو بھی ہم inefficiently use کرتے ہیں۔ ہم ان کے abusers ہیں۔

جناب سپیکر! میں abuser کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں پچھلی سرکار اور موجودہ سرکار نے بھی پانی پر سبسڈی دی ہوئی ہے تو کسی نے کم دی ہے اور کسی نے زیادہ دی ہے۔ میرے بھائی جہاں پر ہم پانی پر سبسڈی دے رہے ہیں تو ہمارے پاس پانی تو پہلے ہی کم ہے۔ اس abusing کے اندر میں خود اپنے آپ کو کہہ رہا ہوں میں کسی اور کو غلط نہیں کہتا کہ وہ غلط ہے میں خود مان رہا ہوں کہ میں پانی کا زیاں اور استحصال کرتا ہوں۔ میں پانی کو اتنا efficiently use نہیں کرتا جس طرح کہ ہمیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں توقع کرتا ہوں اور میں وزیر زراعت سے اور معزز وزیر خوراک سے گزارش کروں گا کہ ان کی وزارتیں بھی بہت اہم ہیں۔ جتنے ممبرز ہیں انہوں نے بہت قیمتی inputs دی ہیں۔ فوڈ اتھارٹی ایک اچھا ادارہ بنا ہے۔ فوڈ اتھارٹی کے متعلق میری استدعا یہ ہو گی کہ ہمارا ملک بہت زیادہ cordial environment والا نہیں ہے کہ انٹرنیشنل لوگ پیسے لے کر پھر رہے ہیں کہ جناب ہم نے پاکستان میں ضرور invest کرنا ہے لہٰذا ہم نے اپنی اتھارٹی کو عوام الناس جو خوراک کھاتی ہے اور ان کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے ضرور exercise کرنا ہے۔ ہمارے

اقدامات ایسے ہوں جس سے business encourage ہوں اور بیرون ملک سے آنے والے لوگ کچھ نہ کچھ حوصلہ افزاں ہوں۔

جناب سپیکر! میری یہی چند گزارشات تھیں جن کے لئے میں نے آپ سے وقت لیا۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سردار صاحب! اب محترمہ ذکیہ خان بات کریں۔

محترمہ ذکیہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ابھی جو جناب ابو حفص محمد غیاث الدین نے بات کی تھی وہ بالکل درست تھی۔ اگر کسان نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ کئی ملک ایسے ہیں جن کی ایگریکلچر نہیں ہے وہ گندم، چینی، پھل اور دوسری کھانے پینے کی اشیاء بھی امپورٹ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس دنیا کی تمام نعمتیں موجود ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہیں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ ہم نے کسانوں کی قدر نہیں کی۔ اگر کسان گنّا نہ اگائیں تو شوگر ملیں بھی بند ہو جائیں گی۔ شوگر ملز بند ہونے کی صورت میں آپ کا ایگریکلچر خراب ہو گا تو پھر آپ کو گندم، چینی اور پھل یہ تمام چیزیں امپورٹ کرنی پڑیں گی تو

Who is going to loose. It is Pakistan. Pakistan has everything by the Grace of God but we have to take care of that.

جناب سپیکر! میں یہ بھی آپ سے کہوں گی کہ ہم blame game چھوڑ دیں کہ آپ نے یہ کہا ہم نے یہ نہیں کیا۔ ہم نے آگے چلنا ہے اگر ہم blame game پر جائیں تو یہ بات واقعی بہت سالوں سے شروع ہے اور کتنے سالوں سے میں دیکھ رہی ہوں کہ جو گنّے کی فصل ہے اور کسان کی جتنی بھی تکلیفات ہیں وہ آج سے یا پانچ سال سے نہیں بلکہ اس سے بھی پہلے کی ہیں۔

جناب سپیکر! میں خود ایک چھوٹی سی کاشتکار تھی اور میں گنّا اگاتی تھی لیکن میں نے گنّا اگانا بند کر دیا کیونکہ وقت پر payments نہیں ملتیں۔ ایک وقت ایسا تھا جب میری فصل تیار کھڑی تھی تو میرا دل چاہتا تھا کہ میں اپنی فصل شوگر مل کو نہ دوں بلکہ اس کو جلا دوں مگر

I did not burn it. The next year I did not grow the sugarcane. So there are problems with the growers and with the sugar mill owners. Why don't they sit down? I think it's very important to have a commission on agriculture and you should have people who know about agriculture.

جناب سپیکر! گندم کا ریٹ کیا ہے۔DAPکے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا اور ان لوگوں کو آپ commissionsپر بھٹا دیتے ہیں۔Commissionsکے لئے آپ اپوزیشن اور گورنمنٹ کے ممبرز کے ساتھ ساتھ expertsکو بھی بلائیں جو کہ PHDsہیں اور ان کے پاس knowledgeہے وہ بیٹھ کر آپ کے فیصلے کریں اور policiesبنائیں۔وہ پلاننگ کریں پانچ سال کی نہیں بلکہ پندرہ سال کی پلاننگ ہونی چاہئے۔Adhoc basisپر نہیں ہونی چاہئے it should be a long term planning which is feasible for everyone.

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ کہوں گی کہ جیسے ہمارے ہاں شوگر کین کے جو مسائل ہیں تو کیوں نہیں commissionsکے throughبیٹھ کر آپ اس کو حل کرتے؟ آپ اپنی on a short term basis committeesبھی بنا سکتے ہیں۔شوگر کین growersآپ کو بیٹھ کر بتائیں کہ اس کی کیا costہے اور آپ خود بھی اس کا جائزہ لیں کہ اس کی فی ایکڑ costکیا ہے اور شوگر مل کو کس costمیں دیا جاتا ہے اس کے مطابق آپ ان کا profit set inکریں۔ and the payments should be made according to that. We should be realistic.اگر ان کی costایک روپے آ رہی ہے اور ہم ان کو چودہ آنے یا بارہ آنے دیں تو یہ بات نہیں بنتی۔

جناب سپیکر! مثال کے طور پر اگر ایک روپے costآ رہی ہے تو you should give them more than that so they get a profit and the growers are encouraged to grow sugarcane.یہ جو آپ کا سلسلہ چل رہا ہے۔باقی جو کرشنگ ہے تو ملز کی چمنی سے ابھی دھوئیں نہیں نکلے۔

جناب سپیکر! میں environment departmentمیں تھی تو ہم کہتے ہیں کہ چمنیوں کے دھوئیں بند ہو جائیں لیکن وہ اس طرح بند نہیں ہو سکتے ان کو چلنا چاہئے۔اب نومبر سے دسمبر آ گیا ہے آپ اس کا ریکارڈ لیں اور آپ ملوں کو یہ حکم دیں کہ ملیں چلیں اور sugarcane growersاپنا گنّا شوگر ملز تک پہنچائیں اور ان کو وقت پر paymentsدیں۔

This is the biggest sort of issue with the growers that they don’t get the money on time. They are not like the big industrialist who can afford to sit on that money which the mill owners are using or the banks are using and they are not getting their profits. I think this is the biggest injustice that can happen to the formers. So this has to be rectified. On the other hand I will say now is the season for the

wheat if you don't mind can I speak little bit in English because I am Saraiki.

مجھے اردو اتنی اچھی بولنی نہیں آتی۔

I tried but I am not that good as other colleagues are.

MR DEPUTY SPEAKER: You can speak in Saraiki.

MS ZAKIA KHAN: No, I speak little in English little in Saraiki.

لیکن میں اردو ٹھیک سے نہیں بول سکتی جس طرح ہاؤس کے دوسرے ممبران بولتے ہیں تو میں خوش ہوتی ہوں اور سیکھنے کی کوشش کرتی ہوں مگر اب تو وقت بھی گزر گیا ہے اور ہم بھی بوڑھے ہو گئے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: We will learn from your English.

محترمہ ذکیہ خان: جناب سپیکر! نہیں، نہیں---

(اذان عصر)

MR DEPUTY SPEAKER: Please continue.

MS ZAKIA KHAN: Mr Speaker! Then on the other hand I would say that in 1960s, I remember we had a wheat shortage in Pakistan and I remember Dr Norman Borge came from United States and he gave us wheat which had higher yields and it was called Maxipak as I remember. So with Maxipak we got higher yields and we were able to improve on the crop of wheat and we had enough wheat to sustain ourselves and we did not have to import it. Since then I have seen that nobody has really taken any interest in the improvement of the seeds. The seeds should be improved. We have universities. We have the Faisalabad Agriculture University. Research should be made. We should have higher yields especially for the sugarcane crop, higher yields for wheat. We can have higher yields for the rice also. But we also have to create zones as Awais Laghari Sahib said. There have to be zones. We have to see that Dera Ghazi Khan, Rajan Pur, this area what is the land what is the soil what sort of crops should be grow there and how that land can be helped to improve so that we can have

better crops. We have to make studies of the zones in Punjab. We have vast lands but each land has different soils. For example we have different soils and we also have.

جناب سپیکر! جس کو ہم کھارا پانی کہتے ہیں کیونکہ کھارے پانی کے ساتھ بہت نقصان ہوتا ہے اس لئے ہم نے اس کو کیسے improve کرنا ہے۔

Mr Speaker! Because there is some time i.e. six months for water canals and six months they have to go on tube wells where the water is brackish and not good for the crops. Secondly I would say that DAP Prices have gone up. We have to see the realties. How much can the farmers also afford? Can they afford such higher prices on inputs like DAP or Urea? So we have to bring them to a level where the farmers can also afford and work on their lands. Interest free loans to farmers with small holdings should be given.

جناب سپیکر! میں بڑے farmer کی بات نہیں بلکہ غریب farmer کی بات کروں گی جنہیں حکومت کو interest free loans دینے چاہئیں تاکہ وہ اپنی farming کو چلا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ سے یہ بھی کہوں گی کہ ابھی موسم چاول کا تھا۔ چاول کی فصل ختم ہو گئی ہے جس کے stubble ابھی بھی زمین میں پڑے ہیں۔ 15، 20۔دسمبر کے بعد گندم کی فصل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس کے بعد yields خراب ہو جاتی ہے۔ اس موسم میں ہندوستان اور پاکستان میں جتنے بھی farmers ہیں تو rice کا جو stubble ہوتا ہے

Mr Speaker! They start burning it and that is one big issue that where the baby has the fog. The season for the fog is started but we have to give an alternative to farmers. We have to give them an implement where they can plough in the stubble so that they don’t have to clear the stubble of the rice and then grow the next wheat crop. If you go and visit Punjab at the moment there is a fine for burning the rice stubs plus they have not been able to remove it

جناب سپیکر! ان کی فصل میں دیر ہو گئی ہے جن کی wheat کی sowing وقت پر نہیں ہو سکی۔ This is a big issue بلکہ میں یہ کہتی ہوں کہ اس میں آپ محکمہ تحفظ ماحول کے ساتھ بھی کام کر سکتے ہیں۔ آپ محکمہ زراعت کے ذریعے کچھ provision دیں تاکہ They are provided with those implements to plough in the rice stubs.

جناب سپیکر! آپ کی ایگریکلچر یونیورسٹی ہے جس میں آپ نے tunnel farming بھی introduce کی ہے اور اریگیشن کا بھی نیا سسٹم دیا ہے للذا ان سب کو آپ encourage کریں۔ ہمارے ہاں پانی کی بھی shortage ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو farmers کو ٹریننگ بھی دینی ہو گی۔

Mr Speaker! You have to train these farmers how to do tunnel farming, how to do the drip system, how to have the solar system and how it is workable

جناب سپیکر! کیونکہ ہم باتیں کر لیتے ہیں اور debates بھی کر لیتے ہیں لیکن اگر ہم debates کے اوپر عمل کرتے، implementation کرتے تو آج ہمارے یہ حالات نہ ہوتے اور یہ blame game بھی نہ ہوتی۔

Mr Speaker! Because we would have covered a lot of area in all sectors, not only agriculture but in education, in health and in agriculture. Things would have been much better if we had seen to the implementations of these programs. So what we really lack is what we say we debate and then what happens everything goes into the cold storage. But things have now to move on. Pakistan Punjab has really lagged behind for too long.

جناب سپیکر! اب وہی بات ہوئی کہ تم لوگوں نے کیا کیا ہے لیکن اس بات کو چھوڑیں۔ آپ اور ہم لوگوں نے آگے کیا کرنا ہے اس بارے میں ہم نے سوچنا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں and really I would say کہ اس ہاؤس کی honour کو ہمیں at all costs we should respect the Chair and we should respect each other. آپ ہماری عزت کریں تو ہم آپ کی عزت کریں گے۔

Mr Speaker! Can I say anything under the sun if you allow me to or I am not allowed?

MR DEPUTY SPEAKER: Sure.

محترمہ ذکیہ خان: جناب سپیکر! پچھلی حکومت میں یہ شور شرابہ شروع ایسے ہوا تھا۔

Mr Speaker! Where it started and I would not say who. Your grandfather has been an honorable member. I have seen so many. There were Hassan Mehmood Sahib and also Raja Basharat Sahib because we were all colleagues. We were getting together. We worked but this House was always honorable. It was not brought to the state where we all have brought it to. It is not only the Opposition or the Government is, it is all of us and we people are responsible. We have to reinstate what we have undone what we have done to this House, we have to bring it back to that honorable position that this House has and what is said in this House has to be honoured. You cannot treat this House non-seriously.

جناب سپیکر! خدا کے لئے یہ پاکستان اور پنجاب ہے۔ ہم سب معزز ممبران ہیں چاہے ہم اپوزیشن میں ہیں چاہے آپ گورنمنٹ میں ہیں۔ ہم سب ووٹ لے کر آئے ہیں اور ایک عزت کے ساتھ یہاں آئے ہیں اور

People expects something out of all of us and we have to deliver and forget about these petty differences.

جناب سپیکر! ہم جو "توں توں میں میں" کرتے ہیں اس کو چھوڑ دیجئے۔ ہم بھی چھوڑ دیں اور آپ بھی چھوڑ دیں تاکہ ہم آگے چلیں۔

Mr Speaker! Pakistan is going into a crisis and you all know there are so many things which unreliable and which you don't know and I don't know because there are serious things which are happening for all of us.

جناب سپیکر! یہ ملک ہے تو ہم ہیں۔ اس ملک کو انشاءاللہ کچھ آنچ نہیں آئے گی لیکن ملک کا بچاؤ ہم نے کرنا ہوتا ہے۔

Mr Speaker! So we have to do that. On the other hand I will just go back a little more further I would say that we have the fruit industries, we have oranges, we have mangoes, we have to protect

those orchids and we have to improve on the quality of those fruits which Pakistan has.

جناب سپیکر! کالا کلو سیب اچھا ہے مگر اب پاکستان کا سیب کم نہیں ہے۔ ہم کہتے تھے کہ لکھنؤ میں آم کے باغ ہیں جہاں کے آم اچھے ہیں اور سہارنپور کے اچھے ہیں مگر پاکستان کے آم سب سے بہترین ہیں جو کہ ایکسپورٹ ہوتے ہیں اور باہر جاتے ہیں تو اس پر کوالٹی کنٹرول رکھیئے تاکہ جو آپ کہتے ہیں کہ this is quality No.1 ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اوپر اچھے آم ہوں اور نیچے

Mr Speaker! You know you put second or third category mangoes, you know. So see that the quality of produce that we export has to be a class and that is how you get the reputation. Our rice goes to Dubai India buys it and in the name of Basmati rice it is sold as

اور چاول ہمارا ہوتا ہے لیکن امریکہ میں لکھا ہوتا ہے "made in India" یہ میں آپ کو بتا رہی ہوں کیونکہ ہم ماشاءاللہ دنیا کے کسی ملک سے کم نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ ایگریکلچر پر توجہ دیجئے۔

Mr Speaker! Make it the No. 1 priority. If we have, good produce and your yields are good.

ہمیں کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے کہ ہمیں پیسے دیں

Mr Speaker! We will not be defaulters because we have so much and we can look after ourselves and we can stand on our feet if we go into the right direction. Thank you so much Mr Speaker for giving me time.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you. Very well said the house should be honored. Each and every member in the House is respectable and there are some Rules and Regulations which we all have to obey and follow. I think we have to respect each other and the worlds we use over here they are very important because the world is watching us. So we should be in our limits and we should respect the Chair and we should respect each other. This is very important for us because we all have been elected; people have voted for us to sit in the House and make some policies and we have come

here and engage ourselves in arguments I think we should realize these things. We all should realize these things. There were some valid points regarding the Commission on Agriculture. I don't know is there any Commission or not.

جناب سپیکر!وزیر زراعت بتائیں گے لیکن this is a very valid point منسٹر صاحب اگر آپ اس چیز کو نوٹ کر لیں اور کوشش کریں کہ اگر ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ بہتر ہے اور یہ بہت اچھا ایک suggestion آیا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر زراعت نے اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے ہاں میں سر ہلایا)

MS ZAKIA KHAN: For example like we had the Food Authority and there were doing good job so you know if the previous Government had done some good things we should continue with that and if there are some flaws in it we should improve on those flaws.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، Sure

MS ZAKIA KHAN: Mr Speaker! and the Food Authority there were 30 PHDs who were working on it. There were international Organizations which were engaged to go about all this. So you can continue don't say we are going to stop all this. Go ahead, keep moving but keep improving.

MR DEPUTY SPEAKER: Thank you.

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں کمیشن سے متعلق تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر جی، فرمائیں!

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف دو منٹ میں مکمل کریں۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔ میرے معزز ممبران نے زراعت، آبپاشی اور خوراک کے حوالے سے مختلف تجاویز دیں لیکن کمیشن کے حوالے سے میں کہوں گا کہ جس طرح مختلف forums ہیں جیسے ایگریکلچر ہے، شوگر کین والوں کا شوگر انڈسٹری کی اپنی یونینز ہیں، ٹیکسٹائل ملز مالکان کی اپنی ایسوسی ایشنز ہیں اور ہمارے پنجاب کے چیمبر آف کامرس کے اوپر حکومت کا کنٹرول بہت زیادہ ہے۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ایوان ہائے تجارت کو ہمیں ڈویژنل سطح پر لے کر جانا چاہئے اور اس کے اندر جو farmers کی participation ہے، ان کی ایسوسی ایشن اور ان کی یونین کو ہمیں encourage کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے حقوق کے لئے وہاں پر آواز اٹھا سکیں لیکن بد قسمتی سے ٹیکسٹائل ملز مالکان اور جتنے بھی industries کے owners ایسوسی ایشنز ہیں تو یہ بہت strong ہیں لیکن ہمارے farmers بے چارے پس رہے ہیں۔ ان کے جو ایوان ہیں وہاں بھی انہیں موقع نہیں دیا جاتا کیونکہ وہاں پر حکومت کا کنٹرول ہے۔ ہمیں کسانوں کی آواز سننی چاہئے تو یہ کمیشن اپنی جگہ پر ہے جس میں آپ ٹیکنوکریٹس کو بٹھا دیں گے لیکن اصل آواز آپ کے کانوں تک نہیں پہنچتی کیونکہ وہ بے چارے کمزور ہیں، periphery میں ہیں، ان کی ایسوسی ایشنز نہیں ہیں، ان کی ٹریڈ یونینز نہیں ہیں، ان کی تنظیمیں اگر ہیں تو ان پر blackmailers قابض ہیں جبکہ اصل کسان وہاں پر موجود نہیں ہیں۔ ہمیں chamber of agriculture کو encourage کرنا چاہئے، ہمیں اسے ڈویژنل سطح پر لے جانا چاہئے کیونکہ یہ صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے اور ہم سب یہاں پر 80 فیصد ممبران بیٹھے ہیں جن کا تعلق یا زمیندارانہ background سے ہے لیکن بد قسمتی سے زراعت بُری طرح neglect ہوئی ہے، اریگیشن بُری طرح neglect ہوئی ہے، فوڈ کی processing اور اس کی improvement بُری طرح neglect ہوئی ہے۔ لائیو سٹاک جو کہ ہمارے جنوبی پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ دریشک صاحب بیٹھے ہیں، سمیع اللہ صاحب بیٹھے ہیں، لنگڑیال صاحب بیٹھے ہیں تو ضلع بہاولنگر بد قسمتی سے جنوبی پنجاب اور سنٹرل پنجاب کے بارڈر پر ہے اور ہمیں کوئی own نہیں کرتا۔ ہمارا زیر زمین پانی کڑوا ہے اور نہری پانی کے سسٹم میں انتہائی کمی ہے۔ سمیع اللہ صاحب کو پتا ہے کہ صادقیہ نہر سے لے کر ہاکڑہ اور پھر 6-R,7-R,8-R اور 9-R پر پانی اپنی capacity سے 40 فیصد کم جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اس ایوان کے توسط سے کہنا چاہوں گا کہ وہاں پر صادقیہ نہر کی renovationکاکام تھااوراس کے اوپر جوongoing schemes تھیں،ان کی liningتھی اور water stagnationکے اوپر ہمارا کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! ہمارا ضلع کپاس کے لحاظ سے پوری ٹیکسٹائل انڈسٹری کوfeedکر رہا ہے۔ بہاولنگر میں ہارون آباد اور فورٹ عباس کی منڈیوں سے سب سے زیادہ ہم کپاس دیتے ہیں لیکن پچھلے تین سالوں سے ہماری کپاس کی فصل پانی کی نذر ہو رہی ہے اور پانی ہمیں نہیں مل رہا۔یہاں پر سارے معزز وزراء ہیں اور وزیر آبپاشی جناب محمد محسن لغاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں تو میں ان سب کے توسط سے کہوں گا کہ پانی کی فراوانی اور فراہمی یقینی بنائیں۔

جناب سپیکر!Irrigation system of canalکازراعت کے ساتھ گہرا تعلق ہے اوراس کے بعد خوراک کے ساتھ اور پھر لائیو سٹاک کے ساتھ ہے تو مہربانی کر کے اس پر توجہ دی جائے۔اس مقدس ایوان سے بڑاhighest forumپنجاب میں نہیں ہےthis is second highist after the National Assemblyلیکن بد قسمتی سے جس طرح کی افراتفری اور جس طرح کیunrestیہاں سے شروع دن سے قائم کی گئی ہے تو میں نہیں کہتا کہ اس میں کس کاroleہے۔دونوں ہاتھوں سے تالی بجتی ہے۔

جناب سپیکر!آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ تحمل سے اپوزیشن کو سنیں اوران کے بزنس کوbulldozeنہ کریں۔ان کے سوالات کو پوری توجہ سے لے کر انہیں منطقی انجام تک پہنچائیں کیونکہ ہمارے پاس یہی ایک ذریعہ ہے جس کے ذریعے ہم اپنے علاقے کے مسائل کواجاگر کر سکتے ہیں۔اگر اس پر بھی ہمیں پورا وقت نہ دیا گیااور اس حوالے سے ہماری پوری تسلی وتشفی نہ ہوئی تو ہم بالکل بے یار ومددگار ہو جائیں گے۔ہماری صادقیہ نہر کی جوrenovationہے،ہاکڑہ کی اور جو6-Rاور7-Rکے حوالے سے ہے تو وزیر آبپاشی سے کہوں گا کہ ہمارا پانی پورا کیا جائے اور جوwater stagnationہے اور ہمارے وہاں پر سیم نالوں کے اوپر ٹیوب ویلوں کی دوبارہ rehabilitationکے لئے موجودہ فنڈز کو فوری طور پرreleaseکیا جائے۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،.thank you very much محترمہ عظمیٰ کاردار!

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! شکریہbefore I move to speak on Food and Agricultureمیں صرف یہ پوچھنا چاہ رہی تھی کہfor my own informationکہ پہلے

بھی ہم خواتین کو کچھ feeling ہوئیں چاہے وہ اپوزیشن سے ہوں یا حکومت میں we are always the back benchers آخری دو بنچز کیوں خواتین کے لئے مختص کئے گئے؟ جب تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا تو سارے مرد ممبران اپنی تقاریر ختم کر چکے تو پھر دسیہ آپا کو آپ نے موقع دیا اور اب مجھے دیا۔ Kindly seating بھی آپ rotation سے کریں اور speeches بھی آپ rotation سے کریں:

> We are already marginalized and I am sorry this is the feeling we get.

MR DEPUTY SPEAKER: You are not.

MS UZMA KARDAR: Mr Speaker! So now, I will move on to the…

MR DEPUTY SPEAKER: I have been giving chances to all the lady members over here.

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! No جب سے یہ speeches شروع ہوئی ہیں I think 10 مرد حضرات کے بعد دسیہ آپا کی باری آئی ہے۔ Ten men spoke before her

جناب ڈپٹی سپیکر: I was not here جب میں نے chair کیا تو میں نے موقع دیا۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! Kindly آئندہ آپ اس چیز کا خیال رکھیں کہ باری باری مرد اور خواتین کو accommodate کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! Coming to Food and Agriculture اویس لغاری صاحب نے represent کیا اپوزیشن کو تو میں انہیں بہت مبارکباد دیتی ہوں اور ابھی وہ مجھے نظر نہیں آ رہے۔ انہوں نے تو اپنی دونوں سابقہ حکومتیں جو پچھلے 30/35 سال سے رہی ہیں ان کا وائٹ پیپر پیش کیا۔ انہوں نے تو اپنی چارج شیٹ خود ہی ہمیں بتا دی انہوں نے کہا شوگر مل ایسوسی ایشن نے یہ نہیں کیا، wheat کا یہ نہیں ہوا، یوریا کا وہ نہیں ہوا، ڈیزل کا یہ نہیں ہوا پیٹرا انجن میں یہ ہو گیا، salinity issues یہ ہو گئے۔ بھئی کون تھا؟ ہم تو نہیں تھے انشاءاللہ تعالیٰ اب پی ٹی آئی کی حکومت آئی ہے اور یہ سارے جو problems ہیں، یہ جو ظلم کسان پر کیا گیا ہے یہ سب address ہو گا کیونکہ وزیراعظم جناب عمران خان کی تو وژن ہی یہ ہے کہ جو کمزور طبقہ ہے اور کسان کمزور

نہیں کسان تو ہماری backbone ہے، ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے کیوں جو 80 فیصد ہماری دیہاتی آبادی ہے اور agrarian economy پر پاکستان چلتا ہے۔

جناب سپیکر! میں فوڈ سکیورٹی سے شروع کروں گی، بارڈ سکیورٹی ہوتی ہے سب کو پتا ہے ، اکنامک سکیورٹی کا بھی سب نے سنا ہوگا ، ہیلتھ سکیورٹی ،جاب سکیورٹی لیکن سب سے زیادہ important security ایک ملک کی population کے لئے فوڈ سکیورٹی ہوتی ہے unfortunately اس وقت پاکستان میں جو فوڈ سکیورٹی ہے it is under grate threat

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتی چلوں United Nation کا 2017 کا جو fresh global hunger index ہے کہ

> Shows Pakistan on hundred and six place among hundred and nineteen developing nation as far as food and as far as hunger is concerned.

جناب سپیکر! یہ شرمناک بات ہے کہ ہم اس وقت انڈیا اور افریقہ سے بھی نیچے ہیں۔آپ کو پتا ہے کہ ہمارے 45 فیصد بچے پاکستان میں اس وقت stunted growth کا شکار ہیں۔آپ نے دیکھا ہے کس طرح تھر میں موت کا رقص ہے یہ ہمارے لئے شرمندگی کا باعث ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اپنی پاپولیشن کو دو وقت کا کھانا بھی نہیں دے سکے ہیں یہ حقیقتاً ظلم ہے۔ We have to go beyond this تھوڑا سا میں بتاتی چلوں کہ total cultivated area has just increase by forty percent in the past sixty years اور جو ہماری آبادی ہے اُس کے مقابلے میں وہ 4 فیصد زیادہ بڑھی ہے اور ہم تو pace ہی نہیں رکھ سکے ہیں۔ ہم جو بھی کریں گے اور ہماری پاپولیشن اُس سے 2030 تک ڈبل ہو جائے گی اور ہماری جتنی بھی کاوشیں ہیں وہ پھر اُلٹی ہو کر گریں گی تو as for as former polite is concerned مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ہر دوسرے دن اس اسمبلی کے باہر کسان بے چارے رو بھی رہے ہوتے تھے اور آلو بھی جلا رہے ہوتے تھے۔کسانوں پر بڑا ظلم ہوا ہے ہماری حکومت نے جو سب سے پہلا اقدام کیا ہے کہ ہم نے بجلی اور گیس کے ریٹ 50 فیصد کم کر کے کسان کے لئے دیئے ہیں اس سے ان کو بڑا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! بڑے افسوس سے کہنا پڑتا کہ ہم نے اپنے کسانوں پر invest کیا ہی نہیں آپ ہریانہ جائیں وہاں پر دیکھیں کہ جو بھارت کی سائیڈ کا جو پنجاب ہے وہاں پر کس طرح ہریالی ہے، وہاں ساری mechanized farming ہے،وہاں پر اُن کے کسانوں کو اتنی facilities دی گئی

ہیں گورنمنٹ اُن کے پیچھے کھڑی ہوتی ہے، ہم لوگوں نے ہی کچھ نہیں کیا، ہم روتے ہیں شوگر کین مافیا کو شوگر کین مافیا کو کس نے بنایا ہے؟

جناب سپیکر! میں اویس لغاری سے پوچھتی ہوں آپ سندھ میں جا کر دیکھیں ایک سے لے کر پچیس شوگر ملز کس کی ہیں؟ یہ اپنے ان کے لیڈران کی ہیں اور جس لیڈر کی اپنی پچیس شوگر ملز ہوں گی تو اُس کا interest گنا بیچنے والے کے ساتھ نہیں ہو گا اُس کا interest تو اپنے شوگر ملز والوں کے ساتھ ہو گا۔ ہم لوگوں کو گورنمنٹ کو protect کرنا ہے protect کرنا کسان کے جو حقوق ہیں وہ دلوانے ہیں اور واقعی یہ بہت ہی serious issue ہے کہ گنے کی فصل تیار کھڑی ہے اور ہم wheat اور rice کے exporters بھی ہیں ہماری جو تمام crops ہیں ان کے متعلق ہم کو ایسی پالیسیز بنانی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ پالیسیز بنیں گی کیونکہ now Pakistan is ready to take off جو ہم پچھلے ساٹھ سال میں ظلم کر چکے ہیں آئندہ انشاء اللہ اس ظلم کی کبھی اجازت نہیں ملے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شازیہ عابد!

جناب امان اللہ وڑائچ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امان اللہ وڑائچ: جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔62 ہے وہاں ڈیڑھ سے دو لاکھ کی آبادی ہے وہاں پر 12 دیہات پر ایک گرلز ہائی سکول بنا ہوا اُس میں دو کنال پر پی ٹی آئی کے کارکنوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ہم کئی دفعہ کمشنر صاحب گوجرانوالہ کے پاس گئے ہیں اُنہوں نے ہمارے بیٹھے ہوئے اے سی ڈی سی کو آرڈر دیئے جب وہ گاؤں کے پاس جاتے ہیں تو فون کرتے ہیں یوٹرن لے لو جو ہمارے وزیراعظم ہیں اُن کی طرح وہ بھی یوٹرن لینے لگے ہیں اُس میں تین تین فٹ گند پڑا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: kindly میں آپ کو guide کر دوں اس پر آپ ایک تحریک التوائے کار لے آئیں تاکہ جو متعلقہ منسٹری ہے وہ اس کا آپ کو proper جواب دے۔

جناب امان اللہ وڑائچ: جناب سپیکر ! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ شازیہ عابد!

محترمہ شازیہ عابد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید محترمہ بے نظیر بھٹو نے عوام کے لئے عظیم اصولوں کی خاطر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ آج حکومت

کے پہلے 100 دن گزر جانے کے بعد ہمیں بتایا جارہا ہے کہ اصولوں پر چٹان کی طرح کھڑے ہونے اور قائم رہنے کی بجائے یوٹرن لینا اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں سمجھایا جارہا ہے کہ مرغیاں اور کٹے پالنے سے ملکی معیشت کو اُٹھایا جاسکتا ہے سرائیکی صوبہ جسے پہلے سو دنوں میں بنایا جانا تھا اب بتایا جارہا ہے کہ بہت مشکل کام ہے بلکہ سرائیکی صوبہ بنانے کی بجائے قبل از وقت انتخابات کروائے جاسکتے ہیں لیکن میں حکومت وقت کو بتادینا چاہتی ہوں کہ جنوبی پنجاب صوبہ پنجاب محاذ والوں کو وزارتیں دے کر یا جنوبی پنجاب کو سول سیکرٹریٹ میں چند ایڈیشنل سیکرٹریز بٹھا کر ہم حکومت کو سرائیکی صوبہ کے وعدے سے منحرف نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں پہلے بھی پتا تھا کہ سرائیکی صوبہ بننے نہیں جارہا اب بھی واضح ہو گیا ہے کہ آپ سرائیکی صوبہ نہیں بنانا چاہتے تو کم از کم صوبائی فنانس کمیشن کے مطابق ہمیں ہمارا حق تو دیں، ہمارا حصہ تو دیں یہی جنگ ہے جو پہلے بھی ہم لڑ رہے تھے یہی جنگ ہے جو آج بھی ہم لڑ رہے ہیں اور انشاء اللہ لڑیں گے اور اپنا حق حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر کچھ دن پہلے ڈی جی خان تشریف لائے اور 22-ارب روپے کے منصوبوں کے اعلانات ڈی جی خان کے لئے کئے مجھے اس بات کی بہت زیادہ خوشی ہے کیونکہ جو ہمارا ڈویژن ہے وہ بہت زیادہ پسماندہ ہے لیکن میں چیف منسٹر سے انتہائی احترام سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ کا ہمسایہ ضلع راجن پور جو پنجاب کا declared پسماندہ ترین ضلع ہے آپ نے بطور چیف منسٹر ایک روپے کا فنڈ بھی اس کے لئے مختص نہیں کیا جو بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں بار بار کہتی ہوں اور کہتی رہوں گی کہ ضلع راجن پور کو پسماندگی کی دلدل سے نکالا جائے کیونکہ میرا ضلع جو اربوں روپے کا ریونیو کماتا ہے، جو اربوں روپے کا ریونیو دیتا ہے وہ ہمیشہ نظرانداز رہا ہے۔ پہلے بھی upper Punjab پر خرچ ہوا اور آج بھی ہو رہا ہے لیکن میرے ضلع کو کوئی میگا پراجیکٹ نہیں دیا گیا۔ پھر وہی ہو رہا ہے اور ہمارا اربوں روپیہ upper Punjab پر خرچ ہونے جارہا ہے۔ وہاں پینے کا پانی نہیں ہے، صحت کی سہولیات نہیں ہیں اور انفراسٹرکچر کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پنجاب کابینہ میں اس وقت بھی بیٹھے ہوئے ہمارے ایک وزیر صاحب جو میرے ہی حلقے سے الیکشن لڑ کر آئے ہیں جو جام پور کو ضلع بنانے کا خواب دکھا کر جام پور کے لوگوں سے ووٹ لے کر آئے ہیں وہ آج لوگوں کے سامنے معذرت خواہانہ بیان دیتے پھر رہے ہیں کہ جام پور کو ضلع نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ اس میں بہت زیادہ problems ہیں۔ ضلع تو چیف منسٹر کے ایک ایگزیکٹو آرڈر سے بھی بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے توسط سے درخواست کروں گی کہ ہمارا جام پور بالکل پسماندہ ترین ہے، ہمارے جام پور شہر کے اندر لوگ پیدل چل نہیں سکتے، وہاں ایسے گھر اور ایسی کالونیاں موجود ہیں کہ لوگ گٹر کا گندا پانی گھر کے اندر گڑھا کھود کر ڈالنے پر مجبور ہیں۔ خدایا جام پور کو ضلع بنانے کا ایگزیکٹو آرڈر جاری کیا جائے۔ آپ اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ وہ کون سے مسائل ہیں جن کو وہاں کے لوگ بار بار point out کر رہے ہیں اور بار بار بتانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے توسط سے بہت ہی اہم issue پر بات کرنا چاہوں گی۔ ہمارے وزیراعظم جناب عمران خان کا بیان ہے کہ فوج ان کی پارٹی کے منشور کے ساتھ کھڑی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! شکریہ۔ ان کا بیان تھا کہ فوج پی ٹی آئی کے منشور کے پیچھے کھڑی ہے۔ میں بتانا چاہتی ہوں کہ فوج قومی ادارہ ہے۔ پیپلز پارٹی نے سب سے زیادہ دفاع وطن کو مضبوط کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے۔ فوج جتنی آپ کی ہے اس سے زیادہ ہماری ہے۔ ہم حکومت کو اپنی نااہلیوں کا بوجھ فوج کے کندھوں پر نہیں ڈالنے دیں گے۔ حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہے۔ عوام پوچھتی ہے کہ ان وعدوں کا، ان ایک کروڑ نوکریوں کا، ان پچاس لاکھ گھروں کا کیا بنا اور ان سب وعدوں کا کیا بنا جو آپ نے الیکشن میں عوام سے کئے تھے؟ عوام کو امید دلا کر آج کیوں مایوسی، غربت اور افلاس کے دلدل میں دھکیلا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے بہت سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے۔ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن آج کا کسان بدحالی کا شکار ہے، شوگر انڈسٹری سے وابستہ لوگوں کے مسائل کی طرف دیکھیں کہ تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ گنّے کی crushing دسمبر تک بھی شروع نہیں کی جا سکی۔ کچھ شوگر ملز تو جے آئی ٹی نے بند کر رکھی ہیں اور باقی شوگر ملیں ملک بھر میں حکومتی incompetency کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔ ایک ایسی انڈسٹری جس سے لاکھوں لوگوں، لاکھوں کسانوں اور لاکھوں محنت کشوں کا کاروبار وابستہ ہے ایسا ظلم اس انڈسٹری سے وابستہ لوگوں پر پہلے کبھی نہیں ہوا۔ PFMA بذریعہ اشتہارات حکومت کو جگانے کی کوشش کر رہی ہے تو دوسری طرف گنّے کے کاشتکار احتجاج اور خودکشیوں پر مجبور ہیں۔ سمجھ سے بالاتر ہے کہ لاکھوں ٹن گندم

جس کی شروع میں قیمت بھی بڑھ گئی کہ لاکھوں ٹن گندم پڑی ہوئی ہے لیکن اس کو in time کیوں فروخت نہیں کیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے پاس ایکسپورٹ اور زراعت سے متعلق کوئی واضح پالیسی نہیں ہے۔ رابطہ کمیٹی کے پہلے بھی تین مرتبہ اجلاس ہو چکے ہیں جیسا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے بھی بتایا گیا مگر کوئی واضح پالیسی سامنے نہیں آئی۔ بار بار اجلاس پر اجلاس ہو رہے ہیں۔ حکومت گنّے کی امدادی قیمت مقرر کر سکی ہے اور نہ ہی شوگر ملز کے 16۔ارب روپے کے بقایاجات دے کر crushing شروع کروا سکی ہے حالانکہ 40۔ارب روپے شوگر ملز کے مالکان ٹیکس ادا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔ last one minute.

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! ہمارا کسان پہلے ہی بدحالی کا شکار تھا کیونکہ اس دفعہ کپاس کی فصل اتنی بری طرح تباہ ہو چکی ہے اور اب وہی کسان جو گنّا اگا کر ایک امید لگا کر بیٹھا تھا اب وہی ایک دفعہ پھر بدحالی کا شکار ہے۔

جناب سپیکر! میں حکومت سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ کپاس کی فصل کی تباہی کے پیش نظر کسانوں کے لئے امدادی رقوم کا package دے۔ ڈالر کی قیمت بڑھنے سے فصلات کی لاگت بڑھ چکی ہے لہٰذا حکومت فی الفور کھاد، بیج، زرعی ادویات اور بجلی کی قیمت میں زراعت کو سبسڈی دے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Thanks you. He time is over. We will carry on the discussion tomorrow on the same topic. The House is adjourned to meet on 6th December 2018 at 11:30 am. Thank you.